

سیکس، سائیکالوجی اور سوسائٹی

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)



ڈاکٹر حافظ محمد زبیر

دار الفکر الاسلامی



## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مَجْلِسُ التَّحْقِیْقِ الْإِسْلَامِیِّ کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

## تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے  
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی  
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

**PDF** کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے  
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ [KitaboSunnat@gmail.com](mailto:KitaboSunnat@gmail.com)

🌐 [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

## جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں!

نام کتاب:	سیکس، سائیکالوجی اور سوسائٹی
مصنف:	ڈاکٹر حافظ محمد زبیر
ناشر:	دار الفکر الاسلامی
صفحات:	66
قیمت:	100 روپے
طبع اول:	نومبر، 2019ء
ای میل:	<a href="mailto:mzubair@cuilahore.edu.pk">mzubair@cuilahore.edu.pk</a>

[hmzubair2000@hotmail.com](mailto:hmzubair2000@hotmail.com)

### مصنف کی دیگر کتب:

- ☆ وجود باری تعالیٰ: مذہب، فلسفہ اور سائنس کی روشنی میں (Existence of God)
  - ☆ صالح اور مصلح (Personality Development)
  - ☆ سیکس، سائیکالوجی اور سوسائٹی (Sex, Psychology and Society)
  - ☆ آسان دین (Easy Islam)
  - ☆ تعلق کی سائنس (Science of Relationship)
  - ☆ ازدواجی زندگی مسائل اور حل (Marital Life: Problems and Solutions)
  - ☆ جادو، آسیب اور نظر بد کا علاج (Magic, Devil and Evil Eye)
  - ☆ مکالمہ (Dialogue)
  - ☆ اسلامی نظریہ حیات (Islamic Ideology of Life)
  - ☆ اسلام اور مستشرقین (Islam and Orientalists)
- مصنف کی جملہ کتب کے پی ڈی ایف ورژن کا ڈاؤن لوڈ لنک:

<http://kitabosunnat.com/musannifeen/muhammad-zubair-temi.html>

# سیکس، سائیکالوجی اور سوسائٹی

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر

اسسٹنٹ پروفیسر، کامپاسٹ انسٹی ٹیوٹ آف انفارمیشن ٹیکنالوجی، لاہور

ریسرچ فیلو، مجلس تحقیق اسلامی، ماڈل ٹاؤن، لاہور

ریسرچ فیلو، شعبہ تحقیق اسلامی، قرآن اکیڈمی، لاہور

دار الفکر الاسلامی

لاہور



﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأَتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾

[البقرة: 223]

”تمہاری بیویاں تمہارے لیے کھیتی ہیں تو تم اپنی کھیتی کے پاس جیسے چاہو، آؤ۔“

## انتساب

پروفیسر ارشد جاوید صاحب کے نام

کہ جن کی کتابوں نے توجہ دلائی کہ جنسی مسائل پر مذہبی تناظر میں لکھنا  
وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔

## فہرست مضامین

8	..... مقدمہ
12	..... سیکس ایجوکیشن یا چائلڈ اے۔یو۔پرائیوٹ کیشن؟
13	..... زینب کیس اور چائلڈ پروٹیکشن کی این۔جی۔اوز
14	..... سیکس ایجوکیشن ازارشد جاوید
16	..... زیر ناف کے بال (pubic hair) مونڈنے کی حدود
18	..... منی (semen) کیا ہے؟
20	..... مشیت زنی (masturbation) کا حکم
22	..... پورنو گرافی (pornography) کا نشہ: اسباب اور علاج
26	..... میرے لیے سیکس کا عمل اذیت ناک اور تکلیف دہ ہے!
30	..... میاں بیوی میں اورل سیکس (oral sex)
33	..... شوہر فحش ویڈیوز دیکھنے پر مجبور کرتا ہے!
38	..... میاں بیوی کا واٹس ایپ ویڈیو کال پر پوشیدہ جسمانی اعضاء کا ظاہر کرنا
40	..... ایسپوریم مال سے جوڑوں کی فحش ویڈیو لیک اور اس پر جاری مباحثہ
42	..... غیر شادی شدہ خواتین پاکدامنی کیسے برقرار رکھیں؟
45	..... خوشگوار ازدواجی زندگی کے لیے نفس کو راحت پہنچانا ضروری ہے!
58	..... بیوی اگر ایک شوہر سے مطمئن نہ ہو تو دوسرا شوہر کیوں نہیں کر سکتی؟
61	..... بیوی کو مطمئن کرنے کے لیے سیکس ٹوائز اور ادویات کا استعمال
65	..... جنت میں سیکس اور سیکس میں جہنم



### مقدمہ

بعض اوقات نوجوان نسل کی سیکس ایجوکیشن کے حوالے سے کسی موضوع پر پوسٹ لگا دیتا ہوں تو عموماً لوگ انباکس میں اور واٹس ایپ پر ایسے مسائل ڈسکس کر لیتے ہیں یا پوچھ لیتے ہیں کہ جن کا تعلق جنسیات سے ہوتا ہے۔ ہماری سوسائٹی میں اس پر بات کرنا آسان نہیں ہے، بھلے آپ کتنے ہی سنجیدہ اور مہذب انداز میں ہی گفتگو کیوں نہ کر لیں۔ لیکن اگر ہم ان مسائل پر بات نہ کریں گے تو کیا مسائل ختم ہو جائیں گے؟ نہیں، وہ تو اپنی جگہ موجود رہیں گے اور لوگ پھر ان مسائل میں غلط جگہ سے غلط طریقے سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کریں گے کہ جس سے ان کے مسائل بڑھیں گے تو سہی لیکن حل نہیں ہوں گے۔

میں عموماً خواتین کو اس قسم کے مسائل میں کسی عالمہ کی طرف بھیج دیتا ہوں اور مردوں کو خود جواب دے دیتا ہوں لیکن چونکہ ان مسائل میں خود اپنی بھی ایک رائے رکھتا ہوں لہذا کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ ان کے جوابات کو عام (public) کردوں۔ مثال کے طور پر بعض لڑکیوں نے یہ مسئلہ سامنے رکھا کہ کالج میں ان کی کلاس فیلوز نے انہیں شادی کے بعد جو کچھ ہوتا ہے، اس کے حوالے سے ایجوکیٹ کرتے ہوئے ایسی ایسی باتیں کہیں کہ جس سے ان کا ذہن یہ بن گیا کہ خاوند کے ساتھ ازدواجی تعلق ایک تکلیف دہ (painful) عمل ہے لہذا وہ اپنے آپ کو شادی پر آمادہ نہیں کر پاتیں۔ اور اپنے اندر ایک ڈر اور خوف محسوس کرتی ہیں۔

میری نظر میں ایسی لڑکی کا مسئلہ صرف اتنا نہیں ہے کہ شادی سے پہلے شادی سے خوف آتا ہے بلکہ اس کی شادی جب ہو جائے گی تو وہ اپنی اس نفسیاتی کیفیت کی وجہ سے اس عمل کو اپنے لیے جسمانی طور پر تکلیف دہ محسوس کرے گی حالانکہ فطرت نے اس عمل کو جسمانی طور پر تکلیف دہ ہرگز نہیں بنایا ہے لہذا اس کی کاؤنسلنگ کے بغیر اس کا مسئلہ حل نہیں ہو گا، بھلے اس کے مسائل درد کی دوا (pain killer) سے حل کرتے رہیں۔ اسی طرح بعض شادی شدہ نوجوانوں نے یہ مسئلہ پیش کیا کہ انہیں سرعت انزال (premature ejaculation) کا مسئلہ ہے کہ جس کی وجہ سے وہ اپنی بیوی کو مطمئن نہیں کر پاتے اور ان کی ازدواجی زندگی داؤ پر لگ چکی ہے وغیرہ وغیرہ۔

اب اس مسئلہ کا بھی نوے فی صد تعلق نفسیات سے ہے، یہ کوئی جسمانی مسئلہ ہے ہی نہیں کہ اس کے لیے حکیموں کے نسخے یا ڈاکٹروں کی میڈیسن کا رخ کیا جائے۔

میری نظر میں سیکس کے مسائل کا اصل تعلق اس مثلث (triangle) سے ہے کہ جس کا ذکر میں نے اس تحریر کے عنوان میں کر دیا ہے کہ کسی بھی سوسائٹی میں جنسیات کے موضوع کے حوالے سے کچھ غلط فہمیاں ہوتی ہیں جو کچھ اسباب اور وجوہات سے پیدا ہوتی ہیں۔ وہ غلط فہمیاں ایک سائیکالوجی کو جنم دیتی ہیں اور سوسائٹی کی وہ سائیکالوجی، سیکس کے مسائل کا سبب بنتی ہے۔ تو اس مثلث میں اصل سائیکالوجی ہے۔ تو میری نظر میں تمام جنسی مسائل کا حل انسانی دماغ میں ہے اور اسے مخاطب کر کے ہر مسئلے کو حل کیا جاسکتا ہے۔ مغرب نے ان موضوعات کو سنجیدہ انداز میں بھی ڈسکس کیا ہے کہ وہاں جنس اور کرداریت (sex and behaviorism) پر باقاعدہ تصدیق شدہ تحقیقی مجلات شائع ہوتے ہیں کہ جن میں مستند اور سنجیدہ تحقیقات شائع کی جاتی ہیں۔ اور ہمارے نوجوان کے پاس ان موضوعات پر معلومات کا کل منبع (source) حکیموں کی کتابیں ہیں یا فحش سائٹس ہیں۔

لیکن عملاً اس موضوع پر لکھنے بیٹھیں گے تو بہت سے معقول لوگ بھی یہ تجویز دیں گے کہ ان موضوعات پر بات نہ ہی کریں تو اچھا ہے۔ کچھ زیادہ مذہبی لوگوں کا خیال یہ بھی ہے کہ ایسے موضوعات پر بات کرنے سے بے حیائی پھیلتی ہے اور عین ممکن ہے کہ سب سے زیادہ ان موضوعات کو پڑھنے میں وہی دلچسپی رکھتے ہوں۔ لہذا ایک طرف تو انہیں اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ کوئی انہیں اس موضوع پر تعلیم دے لیکن دوسری طرف مروجہ مذہبی تصورات کے دباؤ میں یا زیادہ نیک بننے کے چکر میں وہ ایسے تبصروں سے گریز نہیں کرتے ہیں۔ بہر حال ہمیں ان کے تبصروں سے کوئی لینا دینا نہیں ہے کہ ہم عموماً اپنی ایسی تحریروں میں یہ نوٹ لگا دیتے ہیں کہ زیادہ مذہبی لوگ ان کو نہ پڑھیں۔ تو اگر آپ زیادہ مذہبی ہیں کہ اس موضوع پر پڑھنے سے آپ کے تقویٰ کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے تو یہ کتاب آپ کے لیے نہیں لکھی گئی ہے۔ یہ عام گناہ گار انسانوں کے لیے لکھی گئی ہے۔

بدھ مذہب میں ایک حکایت بہت معروف ہے اور ہے بھی بہت گہری کہ دو بھکشو مذہبی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنے گھر واپس جا رہے تھے کہ رستے میں ایک نہر پڑتی تھی۔ نہر میں خوب طغیانی تھی اور ایک خاتون نہر کے کنارے بیٹھی تھی۔ خاتون نے ان دونوں سے منت سماجت کی کہ اسے بھی نہر پار کروادیں تو دونوں نے آپس میں بحث کی۔ ایک بھکشو خاتون کو نہر پار کروانے پر رضامند ہو گیا جبکہ دوسرا اس کے سخت خلاف تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ بدھ مت میں بھکشو کے لیے یہ جائز نہیں تھا کہ وہ غیر محرم عورت کو ہاتھ لگاتا اور یہ ایک پاپ تھا۔ بہر حال پہلا بھکشو جو کہ نسبتاً رحم دل تھا، اس نے عورت کو کندھے پر بٹھایا اور نہر پار کروادی۔ نہر کی دوسری طرف عورت کو اپنے کندھے سے اتار اور دونوں بھکشو اپنی منزل کی طرف چل پڑے۔ کافی دور جا کر دوسرے بھکشو نے پہلے سے کہا کہ تم نے اس عورت کو اپنے کندھے پر بٹھا کر بہت بڑا پاپ کیا ہے۔ تو پہلے نے کہا کہ میں تو اس عورت کو نہر کے کنارے اتار چکا ہوں لیکن میرا خیال ہے کہ تم نے اسے ابھی تک اپنے کندھوں پر سوار کیا ہوا ہے۔ تو یہ دوسرا بھکشو زیادہ مذہبی تھا۔ تو یہاں مذہبی ہونے سے ہماری مراد یہی ہے۔ تو بھی ہم تو یہ مسائل لکھ کر کسی اور طرف متوجہ ہو جائیں گے کہ دنیا میں اور بہت کرنے کے کام ہیں لیکن کچھ لوگ وہیں کھڑے رہ جائیں گے کہ حافظ صاحب نے کیا لکھ دیا ہے۔

اور کچھ مذہبی لوگ ہماری ان تحریروں میں ہمارے مسائل ڈھونڈنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ یہ سب باتیں میں ہوائی طور نہیں کر رہا بلکہ مجھے تبصرے موصول ہوتے رہتے ہیں۔ میں جب ازدواجی زندگی کے حوالے سے بھی فیس بک پر لکھتا ہوں تو بعض مذہبی لوگوں کا کہنا ہوتا ہے کہ حافظ صاحب اپنے مسائل ڈسکس کر رہے ہیں حالانکہ وہ عام بات ہو رہی ہوتی ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ لوگ مجھ سے مسائل پوچھتے ہیں اور میں ان موضوعات پر لکھتا ہوں تو لوگ اور زیادہ مسائل پوچھتے ہیں تو میں اور لکھتا ہوں۔ بہر حال میں کن لوگوں کو صفائی دینے میں پڑا ہوں، حقیقت تو یہ ہے کہ مجھے صفائی دینے کی ضرورت ہی نہیں۔ میں شاید ان مذہبی لوگوں میں سے نہیں ہوں کہ جنہوں نے اپنی شخصیت پر کوئی مصنوعی خول چڑھا رکھا ہو۔ میرے پاس کوئی جوڑا کاؤنسلنگ کے لیے آتا ہے تو بڑے سکون سے کہہ دیتا ہوں کہ میرے گھر میں بھی مسائل ہیں اور میں بھی اپنی بیوی کو لے کر کسی کے

پاس کاؤنسلنگ کے لیے چلا جایا کرتا ہوں کہ عموماً میاں بیوی چونکہ فریقین ہوتے ہیں لہذا ایک دوسرے کی بات سے رد عمل میں آجاتے ہیں جبکہ تیسرے آدمی کی بات آرام سے سن سے لیتے ہیں۔ ایسی قوم کے لیے بندہ کیا لکھے لیکن پھر بھی لکھنا ہے۔

تو میں اس کا تو قائل نہیں ہوں کہ ان موضوعات پر بات نہیں کرنی چاہیے کیونکہ میں ان موضوعات پر بات نہ کرنے کے سنگین نتائج دیکھ رہا ہوں لہذا یہ بات ذہن میں آئی کہ اسی عنوان سے ایک کتابچہ (booklet) تیار کر دوں کہ جس میں ان عمومی مسائل کا جائزہ لے لوں کہ جو نوجوان عام طور پر پوچھتے رہتے ہیں لیکن صحیح بات تو یہ ہے کہ میرے لیے بھی اس موضوع پر کھل کر بات کرنا ممکن نہیں اگرچہ مجھے اس حوالے سے بہت سی باتیں سمجھ آتی ہیں اور اللہ عزوجل نے مجھے کچھ سوچ بوجھ دی ہے کہ جس کی روشنی میں مسائل کی تشخیص اور کسی حد تک حل بھی تجویز کیا جاسکتا ہے لیکن انسان کا مزاج اور پھر معاشرہ بھی بہت سی چیزوں کے اظہار میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔ اور شاید اس رکاوٹ میں بھی ایک خیر کا پہلو ہی ہے۔

تو اگر ابا جان اپنے بیٹے کو جو کہ بالغ ہونے کے قریب ہے، نہیں بتلائیں گے کہ بلوغت کیا ہوتی ہے، کیسے ہوتی ہے، اور اس کے کیا مسائل ہیں؟ تو اس نے سیکھ تولینا ہی ہے جیسے ابا جان نے سیکھ لیا لیکن وہ بچہ باہر سے ہی سیکھے گا۔ اور باہر سے جو اس کو سکھائے گا تو وہ صرف یہ نہیں بلکہ کچھ اور بھی سکھادے گا۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ علماء ایسے موضوعات پر بات کریں اور لوگوں میں آگاہی پیدا کریں ورنہ تو نوجوان نسل یہ سب کچھ سیکھ ہی رہی ہے۔ آپ شرم شرم کرتے رہ جائیں گے اور معاشرے میں سیکس سیکس ہوتا رہے گا۔ واللہ اعلم

حسب معمول یہ کتابچہ ان پوسٹوں پر مشتمل ہے جو پہلے پہل فیس بک ٹائم لائن اور پیج پر شیئر کی گئی تھیں۔ اب انہی تحریروں کو تہذیب و تنقیح اور بعض اضافوں کے ساتھ ایک تحریر کی صورت پبلش کیا جا رہا ہے۔

ابوالحسن علوی

## سیکس ایجوکیشن یا چائلڈ اے۔ ہیوز پر ایجوکیشن

زینب کیس کے تناظر میں ایک نئی بحث کا آغاز ہو گیا ہے کہ ہمیں اپنے بچوں کو سیکس ایجوکیشن دینی چاہیے یا نہیں۔ کچھ لوگ اس کے حق میں لکھ رہے ہیں اور ان کے پاس کچھ دلائل ہیں؟ اور کچھ اس کے خلاف ہیں اور ان کے پاس بھی کچھ دلائل ہیں۔ میری رائے میں یہ دونوں قسم کے گروہ اس مسئلے کو اپنے تناظر میں صحیح دیکھ رہے ہیں لیکن دوسرے کے تناظر اور زاویے سے دیکھنے کی کوشش نہیں کر رہے ہیں۔

یہ بات درست ہے کہ این۔جی۔اوز اور سول سوسائٹی جس قسم کی سیکس ایجوکیشن کی بات کرتی ہے، اس کا آغاز بچوں کو ان کے جنسی اعضاء کے بارے میں تعلیم سے ہوتا ہے اور انتہا اس پر ہوتی ہے کہ آپ نے محفوظ طریقے سے سیکس کیسے کرنا ہے یعنی اس طرح سے کہ حمل بھی نہ ٹھہرے اور بیماریاں بھی منتقل نہ ہوں۔ تو یہ تو بے حیائی، فحاشی اور زنا کو سیکس ایجوکیشن کے نام پر رواج دینے والی بات ہے اور یورپ میں سیکس ایجوکیشن کا اصلاً مقصود یہی ہے۔

البتہ سیکس ایجوکیشن کے نام پر جو کام کرنے کی ضرورت ہے، اسے چائلڈ اے۔ ہیوز ایجوکیشن یعنی جنسی تشدد کے بارے میں آگاہی کے نام سے کیا جاسکتا ہے۔ بچوں کو صرف اس قسم کی تعلیم دی جائے کہ جس میں انہیں جنسی تشدد سے متعلق آگاہی دی جائے کہ وہ کسی جنسی تشدد کا شکار نہ ہوں، یا اگر ہو جائیں تو اپنے والدین سے بات چیت کر سکیں۔

اور والدین کو اس قسم کی آگاہی دی جائے کہ وہ یہ جان سکیں کہ چائلڈ اے۔ ہیوز کے حوالے سے ہمارا معاشرہ خطرناک صورت پر کھڑا ہے۔ اور اس میں بہت بڑی کوتاہی والدین کی ہے کہ ان کے پاس اس قدر وقت نہیں ہے کہ اولاد کے ساتھ بیٹھ سکیں یا ان کے مسائل سن سکیں یا ان سے بات چیت کر سکیں۔ ایک تحقیق کے مطابق میں پاکستان میں تقریباً ہر چوتھی بچی اور ہر دسواں بچہ کسی نہ کسی قسم کے جنسی تشدد کا نشانہ بنتا ہے۔

ایسے میں ضرورت اس امر کی ہے کہ علماء و اسکالرز اور دینی و مذہبی ذہن رکھنے والے ماہرین تعلیم، ماہرین نفسیات اور این۔جی۔اوز کا ایک گروپ مل کر کوئی ایسا نصاب تعلیم تحریری یا ویڈیو

صورت میں مرتب کر دے کہ جس سے بچوں، والدین، اساتذہ اور اسکولز کے لیے جنسی تشدد کے حوالے سے آگاہی کی مہم چلانا آسان ہو سکے۔

### زینب کیس اور چائلڈ پروٹیکشن کی این۔جی۔اوز

زینب کیس پر مختلف پہلوؤں سے بہت کچھ لکھا گیا اور لکھا جا رہا ہے۔ مستقبل میں ایسے کیسز نہ ہوں تو اس بارے ایک تو حکومت اپنا کردار ادا سکتی ہے اور صاف نظر آ رہا ہے کہ وہ یہ کردار ادا کرنے سے رہی۔ حکومت کا کردار یہ ہو سکتا ہے کہ ایسے کیسز کو "فساد فی الارض" کا کیس بنا کر ان مجرموں پر قرآن مجید کے بیان کے مطابق "تقتیل" یعنی بری طرح سے قتل کرنے کی سزا نافذ کرے جیسا کہ سنگسار کر دینا یا سولی دے دینا یا مخالف سمت سے ہاتھ پاؤں کاٹ کر ملک بدر کر دینا۔

دوسرا کردار سوسائٹی کا ہے کہ ایسی این۔جی۔اوز بنائی جائیں کہ جن کا مقصد چائلڈ ایبوز (child abuse) کو روکنا ہو۔ یقیناً ایسی بعض این۔جی۔اوز معاشرے میں موجود ہیں لیکن ان کا مقصد ہمارے بچوں کو تحفظ فراہم کرنا نہیں بلکہ امریکہ کے لیے جاسوسی کرنا ہے جیسا کہ "سیودی چلڈرن" (save the children) نامی امریکی این۔جی۔او کو 2015ء میں ریاست مخالف سرگرمیوں میں ملوث ہونے کی وجہ سے وزارت داخلہ کی طرف سے نہ صرف بین (ban) کر دیا گیا بلکہ پاکستان چھوڑ جانے کا حکم بھی دیا گیا۔

تو یہ مذہبی طبقات کے کرنے کا کام ہے۔ ہمارے ہاں بد قسمتی سے دینی کام کا مطلب صرف یہی سمجھ لیا گیا ہے کہ کوئی مدرسہ یا درس کھول لیں۔ بھئی، اب مدرسے اور درس بہت کھل چکے۔ خدمت خلق بھی دینی کام ہی ہے۔ حقوق نسواں کی کوئی این۔جی۔او بنادیں، بچوں کے تحفظ کی کوئی این۔جی۔او بنادیں، اس کا ثواب اتنا ہی ہے جتنا کہ کوئی مدرسہ کھولنے کا بشرطیکہ آپ اس این۔جی۔او کو کتاب و سنت کی تعلیمات کی روشنی میں چلا رہے ہوں۔

اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ دین کی افادیت لوگوں کے دلوں میں گھر کر جائے تو اب ہمیں اپنے دینی کام کا تصور بڑا کرنا ہو گا اور ویلفیئر کے کاموں کی طرف بھی خاص طور توجہ کرنی ہوگی بلکہ دینی کام کے نئے نئے آئیڈیاز تخلیق کرنے ہوں گے کہ یہ یہ دینی کام بھی ہو سکتا ہے۔ اور یہی تو کرنے کا کام ہے۔

تو کوئی پڑھی لکھی مذہبی خاتون اس سلسلے میں قدم آگے بڑھائیں کہ بچوں کے تحفظ کی این۔جی۔او بنائیں تو مستقبل کی زینب تو بچانے میں شاید ہم کوئی کردار ادا کر سکیں۔ اور میری رائے میں یہ این۔جی۔او خواتین کے کرنے کا کام ہی ہے نہ کہ مردوں کا۔

اور یہ جو بچے گھروں سے بھاگ جاتے ہیں، خاص طور دیہات اور گاؤں کے، اور شہر میں درباروں، ریلوے کی پٹری اور پبل کے نیچے یا کچرے کے ڈھیر پر پلتے رہتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ کیا کچھ نہیں ہوتا اور اس کا رد عمل کیا کچھ نہیں نکلتا، یہ سب سو بچوں کے قاتل "جاوید اقبال کیس" میں ہمارے سامنے ہے۔ ٹرک ڈرائیور، پولیس اور ملنگ تک ان سے بد فعلی کرتے ہیں اور اس پر آپ کی میڈیا انڈسٹری فلمیں بنا کر دکھا رہی ہے۔ تو ان بچوں کو درباروں اور کچرے کے ڈھیروں سے اٹھائیں، منہلائیں دھلائیں، کسی ادارے میں لائیں، ان کی تعلیم و تربیت کریں۔ اور انہیں ایک اچھا شہری اور بہترین مسلمان بنائیں۔ تو یہ بھی ایک نیکی کا کام ہے بلکہ بہت بڑا نیکی کا کام ہے۔

### سیکس ایجوکیشن ازار شد جاوید

پروفیسر ارشد جاوید ماہر نفسیات (clinical psychologist) ہیں۔ کیلیفورنیا یونیورسٹی، امریکہ سے سائیکالوجی میں ماسٹر کیا ہے اور وہاں ہی سے پیناٹزم میں سپیشلائزیشن ہے۔ وہ "امریکن سوسائٹی آف کلینیکل پیناسس" کے ممبر بھی ہیں۔ کئی ایک کتابوں کے مصنف ہیں اور خاص طور سیکس ایجوکیشن ان کا موضوع ہے۔ دینی اور مذہبی ذہن کے آدمی ہیں، پابند شرع ہیں اور غالباً جماعت اسلامی کی فکر سے تعلق ہے۔ آج کل شادماں، لاہور میں کلینک کرتے ہیں۔

جنس ہماری زندگی کی ایک بہت بڑی حقیقت ہے لیکن اس سے بڑی حقیقت یہ ہے کہ مشرق میں اس پر بات کرنا بھی شجر ممنوعہ (taboo) کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ ظاہری بات ہے کہ اس کی وجوہات ہیں کہ جنہوں نے سیکس کو موضوع بحث بنایا ہے یعنی اہل مغرب، تو اس بھونڈے انداز میں کہ ایک شریف انسان کو اسے پڑھ سن کر ہی البکا ئی آنا شروع ہو جاتی ہے۔ ایسے میں وقت کی ایک اہم ضرورت ہے کہ مہذب اور سلجھے ہوئے انداز میں نوجوانوں کے جنسی مسائل میں ان کی رہنمائی کی جائے کہ جس کا مقصد ایجوکیشن ہونہ کہ زنا اور فحاشی کا فروغ۔

پروفیسر ارشد جاوید صاحب نے اس موضوع پر تین کتابیں لکھی ہیں، ایک کنواروں کے لیے، دوسری شادی شدہ مردوں کے لیے اور تیسری شادی شدہ عورتوں کے لیے۔ مجھے ان کی بعض باتوں سے اتفاق نہیں ہے جیسا کہ مشیت زنی کے بارے ان کی رائے ہے کہ اس میں کوئی ایشو نہیں بلکہ انسانی صحت کے لیے مفید ہے۔ مجھے اس نکتہ نظر سے اتفاق نہیں ہے اور اس اتفاق نہ ہونے کی وجہ محض مذہبی نہیں بلکہ نفسیاتی، سماجی اور طبی وجوہات بھی ہیں۔ میرا سیکس کے بارے میں ایک بالکل سوچا سمجھا نکتہ نظر ہے جو ایک کل (whole) کا جز ہے اور وہ کل یہ ہے کہ سیکس کا مقصود اول نفس کی راحت نہیں بلکہ اولاد کا حصول اور نسل انسانی کا فروغ ہے۔ البتہ نفس کی راحت بھی اس کے بڑے مقاصد میں سے ایک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں واضح اشارات موجود ہیں کہ جن میں ماندہ منویہ (sperm) کے ضائع کرنے کو پسند نہیں کیا گیا جیسا کہ "غَيْرُ مُسَافِحِينَ" کی تعبیر ہے۔ لیکن اہم بات یہ ہے کہ پروفیسر صاحب نے میڈیکل سائنس، ماڈرن سائیکالوجی اور کسی قدر مذہبی علم کی روشنی میں یہ کاوش اخلاص سے کی ہے۔ اور مارکیٹ اور انٹرنیٹ پر سیکس ایجوکیشن کے حوالے سے جو مواد موجود ہے، اس سے ان کی یہ کتابیں کئی گنا بہتر ہیں۔

بعض نوجوان مجھ سے بھی جنس سے متعلق مسائل پوچھتے ہیں اور مجھے معلوم ہے کہ میں اس موضوع پر اچھا لکھ سکتا ہوں کہ جنس کا بہت سا تعلق نفسیات اور لسانیات سے ہے اور ان دونوں مضامین میں مجھے طبعی دلچسپی ہے۔ لیکن پھر ایک حجاب طاری ہو جاتا ہے کہ موضوع ہی ایسا ہے کہ لکھتے وقت ہچکچاہٹ ہوتی ہے۔ آپ اسے جتنا مرضی سلجھے ہوئے انداز میں بیان کر دیں، ہے تو سیکس کا موضوع ہی۔ اور یہ لفظ ہی ایسا ہے کہ ہمارے معاشروں میں اسے زبان پر لانا بھی گناہ سمجھا جاتا ہے۔ لیکن یہ بھی تو حقیقت ہے کہ انٹرنیٹ پر سب سے زیادہ یہی موضوع پڑھا اور دیکھا جاتا ہے۔

ایسے میں فی الحال ارشد جاوید صاحب کی کتب ان نوجوانوں اور دوستوں کی خدمت میں پیش کر سکتا ہوں کہ جو اپنے جنسی مسائل سے پریشان ہیں۔ یہ کتابیں آپ گوگل کر کے ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں۔ بس اس رہنمائی کے ساتھ ان کتابوں کو پڑھیں کہ اس موضوع پر مذہبی آدمی کے لیے جو کچھ دستیاب ہے، اس میں سے بہترین ہیں۔ اور ان کتابوں کو پڑھنے کے بعد نہ ہی سیکس کو ذہن ہر سوار نہ



ہونے دیں کہ اگر یہ ذہن پر سوار ہو گیا تو پھر آپ اپنی شخصیت کی تباہی کے رستے پر ہیں۔ سیکس انسان کی بائیولوجیکل ضرورت ہے، اس میں شک نہیں ہے لیکن پیٹ کی بھوک تو آپ مٹا سکتے ہیں، آنکھوں کی نہیں۔ تو اسے بائیولوجیکل ضرورت ہی رہنے دیں، ذہنی ہوس نہ بنے دیں۔ اور زیادہ مذہبی لوگ ان کتابوں کا مطالعہ نہ ہی کریں تو اچھا ہے۔ پھر شکوہ کریں گے کہ حافظ صاحب پڑھنے کے لیے کیا تجویز کر دیا۔

پروفیسر ارشد جاوید صاحب سے دو تین ملاقاتیں ہیں، کافی سمجھدار انسان ہیں لہذا جو لوگ جنسی مسائل میں مجھ سے رجوع کرتے ہیں تو جو جواب مجھ سے بن پڑتا ہے تو میں انہیں بتا دیتا ہوں لیکن اگر کسی کے مسائل اتنے زیادہ ہوں کہ اسے باقاعدہ کاؤنسلنگ یا تھیراپی کی ضرورت ہو تو ایسے لوگوں کو پروفیسر ارشد جاوید صاحب کی طرف ریفر کر دیتا ہوں۔ تو آپ کو بھی اگر ضرورت محسوس ہو تو ان سے وقت لے سکتے ہیں۔ وہ شادمان، لاہور میں فاطمہ میموریل ہسپتال کے سامنے بائیو میٹیکلینک میں بیٹھتے ہیں۔ ان کے فیس بک پیج کا ایڈریس ذیل میں شیئر کر رہا ہوں کہ جس میں ان کے کلینک کے ایڈریس اور فون وغیرہ کی تفصیلات موجود ہیں۔<sup>1</sup>

### زیر ناف کے بال مونڈنے کی حدود

#### [Extent of the Pubic Hair Shave]

دوست کا سوال ہے کہ ہم نوجوانوں کو یہ تو معلوم ہے کہ زیر ناف کے بال مونڈنا چاہئیں لیکن اکثر کو یہ کنفیوژن رہتی ہے کہ اس کی حدود کیا ہیں کیونکہ یہ کوئی نہیں بتاتا اور علماء سے یہی سن رکھا ہے کہ شرعی مسئلہ پوچھنے اور بتلانے میں شرم آئے نہیں آتی چاہیے۔

جواب: زیر ناف کے بال مونڈنا سنن فطرت میں سے ہے یعنی ان سنتوں میں اس شمار ہوتا ہے کہ جس کا تعلق انسان کی فطرت سے بھی ہے اور یہ کل ملا کر دس سنتیں ہیں کہ اگر دین میں ان دس سنتوں پر عمل پیرا ہونے کا حکم نازل نہ بھی ہوا ہوتا تو بھی انسان اپنی صالح فطرت کی بنیاد پر یہ دس کام ضرور کرتا۔ ان میں زیر ناف کے بال مونڈنے کے علاوہ بغلوں کے بالوں کی صفائی بھی شامل ہے۔

<sup>1</sup> <https://www.facebook.com/ProfArshadJavedOfficial/>

منہ کی صفائی بھی، ناخنوں کا کاٹنا اور ختنہ وغیرہ اس میں اسی میں شامل ہے۔ ان تمام احکامات کا اصل مقصود طہارت اور صفائی ہے۔ جس طرح شریعت نے انسان کے باطن کی طہارت اور صفائی کا خیال رکھا ہے تو اسی طرح اسے اس کے ظاہر کی طہارت اور صفائی کا بھی حکم دیا ہے۔

تو سنن فطرت کا تعلق طہارت اور پاکیزگی سے ہے اور زیر ناف کے بال مونڈنے کے بارے احادیث میں "حلق العانة" کے الفاظ نقل ہوئے ہیں۔ اب بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ جیسے ناف کے عین نیچے سے سارے بال صاف کرنے ہیں حالانکہ یہ بات درست نہیں ہے اور اس طرح سے تو انسان اپنے آدھے پیٹ کے بالوں کی صفائی کرتا رہے گا جبکہ اس حکم میں پیٹ کے بالوں کی صفائی مقصود نہیں ہے۔ اس حکم کا مقصد دراصل طہارت ہے اور طہارت وہاں ہوتی ہے جہاں نجاست اور گندگی ہو لہذا شرم گاہ اور اس کے ارد گرد کا وہ حصہ جہاں پسینہ وغیرہ جمع ہونے کی وجہ سے میل کچیل اکٹھی ہو جاتی ہے اور بدبو پیدا ہو جاتی ہے یا جہاں بال ہونے کی وجہ سے نجاست کے ان بالوں میں انک جانے یا ان بالوں کی وجہ سے زیادہ بدبو پیدا ہونے یا ان میں میل کچیل جمع ہونے کے امکانات ہوتے ہیں تو وہاں سے بالوں کو ختم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اب بعض لوگوں کے لیے شرم گاہ کا لفظ بھی مبہم رہے گا کہ اس سے کیا مراد ہے تو عرض ہے کہ فقہاء نے اس کی تفصیل میں کہا ہے کہ ذکر (penis/vagina)، خصیتین (testicles) اور مقعد (anus) پر اور اس کے کچھ ارد گرد کے بال صاف کرنا اس حکم کا مقصود ہے۔ اب میرے خیال میں وضاحت ہو گئی ہو گی۔ مزید تفصیل کے لیے گوگل ایچ سے مدد لی جاسکتی ہے۔ واضح رہے کہ سیکس ایجوکیشن میں کلپ آرٹ (clip art) سے مدد لینے میں حرج نہیں ہے۔ پچھلے دنوں بعض نوجوانوں نے یہ مسئلہ پوچھا کہ ہمارا یو۔ٹیوب چینل ہے کہ جس پر ہم سیکس ایجوکیشن کے لیے ویڈیوز ڈالتے ہیں تو کیا ہم ان ویڈیوز میں انسان کی برہنہ تصاویر دکھا سکتے ہیں تو میں نے انہیں یہی جواب دیا کہ سیکس ایجوکیشن میں انسانوں کی برہنہ تصاویر اور ویڈیوز سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اور میری نظر میں اس قسم کے ایجنز یا ویڈیوز سے ایجوکیٹ کرنا درست نہیں ہے۔ البتہ آپ کلپ آرٹ سے لوگوں کو ایجوکیٹ کر سکتے ہیں اور کلپ آرٹ کی آپشن، گوگل ایجنز میں موجود ہوتی

ہے یعنی آپ کسی بھی امیج کو کلپ آرٹ میں دیکھ سکتے ہیں۔ کلپ آرٹ، آرٹ ہی کی ایک قسم ہے کہ جس میں کوئی بات سمجھانے کے لیے گرافک آرٹ سے مدد لی جاتی ہے۔ کلپ آرٹ کو مزید سمجھنے کے لیے کہ یہ ہے کیا، اس اصطلاح کو گوگل کر لیں۔

### منی (Semen) کیا ہے؟

فقہ کی ایک کلاس میں بچوں کو طہارت کے مسائل پڑھا رہا تھا اور اس میں یہ موضوع چل رہا تھا کہ غسل کب فرض ہوتا ہے؟ جب میں نے بتلایا کہ انسان کے جسم سے منی (seminal fluid) خارج ہو جائے تو اس پر غسل فرض ہو جاتا ہے۔ تو او۔ لیول پاس ایک بچے نے سوال کیا کہ منی کیا ہوتا ہے؟ تو میں ایک دم بوکھلا گیا کہ بھری کلاس میں اس سوال کا جواب کیسے دوں کیونکہ سوال غیر متوقع تھا۔ اسی طرح کچھ دن پہلے ایک دوست نے بتلایا کہ ان کی مسز اپنی بیٹی کو کہ جس کی عمر تیرہ سال تھی، ایک حدیث پڑھا رہی تھیں کہ جس میں کچھ ایسی بات نقل ہوئی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی کسی زوجہ محترمہ سے مباشرت (intercourse) کی اور غسل کیا تو بیٹی نے اپنی والدہ سے سوال کیا کہ مباشرت کیا ہوتی ہے؟ تو یہ سوال والدہ کے لیے غیر متوقع تھا لہذا انہیں بھی سمجھ نہ آئی کہ کیا جواب دیں۔

اسی طرح ایک مذہبی فیملی نے اپنے بچوں کو سات آٹھ سال کی عمر میں ہی نماز کا عادی بنادیا لیکن ان کی بیٹی دس سال کی عمر میں بالغ ہو گئی جبکہ بیٹا ابھی تیرہ سال کا تھا اور نابالغ بھی تھا۔ اب بیٹی کو مہینہ (menses) آنے کی وجہ سے نماز نہیں پڑھنی ہوتی تھی تو اس کا بڑا بھائی بار بار کبھی ماں اور کبھی باپ کو شکایتیں لگاتا کہ دیکھیں، یہ نماز نہیں پڑھتی ہے، دیکھیں یہ نماز نہیں پڑھتی ہے اور اس کی بہن اس سے انحرارے میں تنگ آئی ہوئی تھی اور والدین کو بھی کچھ سوچہ نہیں رہا تھا کہ کیا کریں، اسے کیسے سمجھائیں اگرچہ کبھی کبھار جھوٹ سے کام چل جاتا تھا کہ اس نے نماز پڑھ لی ہے لیکن کب تک جھوٹ سے کام چلائیں؟

اسی طرح بعض والدین یہ کہتے ہیں کہ ان کے بچے ان سے یہ سوال کرتے ہیں کہ بچے کہاں سے آتے ہیں؟ تو وہ انہیں کیا جواب دیں، کس عمر میں انہیں کتنا جواب دینا چاہیے؟ تو ان سب سوالات کا

تعلق سیکس ایجوکیشن سے ہے۔ اور ہمارے ہاں اس حوالے سے بچوں کو ایجوکیٹ کرنے کی نہ تو کوئی ترتیب اور نصاب ہے اور نہ ہی کوئی نظم اور طریقہ کار۔ لیکن سب کے بچے سوال کر رہے ہیں اور سب کو جواب بھی مل جاتا ہے، کسی کو کہیں سے اور کسی کو کہیں سے۔ تو اصل سوال یہ ہے کہ کیا ہمارے دین کا مقصد یہی ہے کہ جیسے ہمیں زندگی کے کسی حصے میں ان چیزوں کے بارے کسی طرح سے علم حاصل ہوا، تو ہمارے آنے والی نسلوں کو بھی اسی طرح سے ہی علم ہو کہ یہ شرم و حیاء کی باتیں ہیں، ان پر پردہ ہی پڑا رہے تو اچھا ہے۔ لیکن پردہ پڑے رہنے کے باوجود ہم سب کو زندگی کے کسی نہ کسی حصے میں ان کا علم ہو جاتا ہے، اگر علم نہ ہو تو نسل انسانی آگے چلے ہی کیسے۔ کوئی لاکھوں میں ایک ہی ہو گا کہ شادی کے بعد بیوی سے شرم گاہ کی بجائے ناف میں جماع کر رہا ہو گا۔ تو ان سب کو یہ کس نے بتلایا ہے کہ بیوی سے کہاں اور کیسے تعلق قائم کرنا ہے؟ کہیں سے تو پتہ چلا ہے تو اگر ہم پتہ چلنے کے اس عمل کو منظم کر لیں تو اس میں حرج کیا ہے؟ تو اس منظم کرنے کے عمل میں سوال صرف یہ ہے کہ کس وقت بچے کو کیا اور کتنا علم دینا ہے، تو اس کی ترتیب بنانا تو کچھ مشکل نہیں ہے، والدین خود سے بھی بنا سکتے ہیں، بس انہیں کچھ ڈائریکشن دینے کی ضرورت ہوگی۔

تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ بعض اوقات والدین اور اساتذہ کو ایسے غیر متوقع سوالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ جن میں انہیں سمجھ نہیں آتی کہ ان سوالات کا کیسے جواب دیں۔ تو کم از کم کچھ لٹرچر ایسا ہونا چاہیے، مہذب زبان میں، کہ جب کسی بچے کا ایسا سوال سامنے آئے تو اسے وہ لٹرچر پڑھنے کو دے دیا جائے۔ یہ تو طے ہے کہ بچے کو بڑھتی عمر میں کچھ سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ جن کا تعلق اس کی بلوغت کے ساتھ ہوتا ہے۔ ٹھیک ہے کہ ایک بڑی تعداد دوستوں سے ان سوالات کے جوابات حاصل کر لیتی ہے، کچھ جلد اور کچھ دیر سے، لیکن کچھ تو ہونا چاہیے کہ اگر والدین اور اساتذہ اپنی اولاد اور طلباء کو خود سے کچھ سکھانا چاہتے ہیں لیکن ان کے پاس اس کے لیے الفاظ کا چناؤ نہیں ہے، تعبیر کا انتخاب نہیں ہے، تو وہ اسے کسی طرف ریفر تو کر سکیں۔

تو ہمارے ہاں پاکستان میں دس یا گیارہ سال کی عمر میں لڑکی اور تیرہ یا چودہ سال کی عمر میں لڑکا بالغ ہو جاتا ہے۔ بالغ ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ بڑی یا بڑا ہو گیا ہے، اور ان پر نماز روزہ فرض ہو گیا

ہے۔ لڑکے کی بلوغت کی علامت یہ ہوتی ہے کہ اسے احتلام (wet dreams) شروع ہو جائے۔ احتلام کا معنی یہ ہے کہ رات سوتے میں انسان کے جسم سے پیشاب کی نالی کے رستے سفید رنگ کا ایک مادہ (fluid) نکلتا ہے اور اسی کو منی (semen) کہتے ہیں۔ اگر یہ مادہ جسم یا کپڑوں پر لگ جائے تو ان کو دھولے اور صبح اٹھنے کے بعد غسل کر لے۔ اور غسل کرنے سے پہلے وہ ناپاکی کی حالت میں ہوتا ہے اور اس ناپاکی کی حالت میں اس کے لیے قرآن مجید کو ہاتھ لگانا، تلاوت کرنا اور نماز پڑھنا بھی منع ہے۔ البتہ اس حالت میں وہ روزہ رکھ سکتا ہے لیکن بعد میں فجر کی نماز سے پہلے ضرور غسل کر لے۔ اور ناپاکی کی اس حالت میں وہ ذکر اذکار بھی کر سکتا ہے اور درود شریف بھی پڑھ سکتا ہے، اس میں حرج نہیں ہے۔

بعض اوقات گندے اور فحش خیالات کی وجہ سے یا ایسا لٹریچر پڑھنے سے یا ایسے مناظر دیکھنے سے یا بعض اوقات کوئی مشقت والا کام کرنے سے بھی جسم سے کچھ سفیدی مائل مادہ خارج ہوتا ہے، اسے مذی (urethral fluid) کہتے ہیں۔ اس سے غسل فرض نہیں ہوتا ہے۔ بس جسم پر جس جگہ یہ مادہ لگ جائے، اس جگہ کو صاف کر لے اور وضو کر لے تو کافی ہے۔ تو منی اور مذی میں فرق ہے۔ منی کے خارج ہونے سے غسل فرض ہوتا ہے اور یہ ایسا مادہ ہے کہ جسے قرآن مجید نے "ماء دافق" کہا ہے یعنی وہ مادہ جو اچھل کر باہر نکلتا ہے جبکہ مذی اس طرح سے باہر نہیں نکلتی ہے کہ اس کے تو بعض اوقات نکلنے کا احساس بھی نہیں ہوتا ہے۔ تو بعض نوجوانوں کو دیکھا ہے کہ وہ مذی کے نکلنے پر بھی غسل کر رہے ہوتے ہیں اور اس طرح اپنے آپ کو مشقت میں ڈالا ہوتا ہے۔ تو فرض غسل صرف منی کے اخراج پر ہے، مذی کے نکلنے سے صرف وضو ٹوٹتا ہے لہذا نماز کے لیے نیا وضو بنالے۔

## مشیت زنی کا حکم

### [Ruling on Masturbation]

دوست کا سوال ہے کہ میں نوجوان ہوں اور ماحول بہت خراب ہے۔ شادی کافی الحال امکان نہیں۔ اپنے جنسی جذبے سے بہت تنگ رہتا ہوں اتنا کہ بعض اوقات بستر پر لگ جاتا ہوں اور کوئی کام کرنے کو دل نہیں کرتا ہے۔ تو ایسے میں مشیت زنی کا کیا حکم ہے؟

جواب: مشمت زنی کے بارے اہل علم میں تین آراء ہیں؛ پہلی رائے یہ ہے کہ یہ مطلق طور حرام ہے جیسا کہ امام شافعی اور امام مالک رحمہ اللہ کی رائے ہے۔ ان فقہاء کی دلیل سورۃ المؤمنون کی یہ آیت ہے: ﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ (5) إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ (6) فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ (7)﴾ [المؤمنون] ترجمہ: اور مومن وہ ہیں جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں سوائے اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے۔ اور جنہوں نے اس کے علاوہ اپنی خواہش پوری کرنا چاہی تو وہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں۔ دوسری رائے یہ ہے کہ یہ مطلق طور پر جائز ہے جیسا کہ امام ابن حزم رحمہ اللہ کا قول ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ انسان کے لیے اپنی شرم گاہ کو چھونا جائز ہے اور اگر چھونے سے منی کا اخراج ہو جائے تو یہ کیسے ناجائز ہو جائے گا؟ جواز کا قول امام احمد رحمہ اللہ کی طرف بھی منسوب ہے کہ انہوں نے کہا کہ جسم سے منی کا اخراج کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ فضلہ کا اخراج کرنا۔ امام شوکانی رحمہ اللہ نے تو مشمت زنی کے جواز پر ایک رسالہ "بلوغ المنی فی حکم الاستمناء" کے نام سے مرتب کیا البتہ اس کا جواب شیخ مقبل بن ہادی نے "تحفة الشاب الربانی فی الرد علی الإمام محمد بن علی الشوکانی" میں دیا ہے۔

واضح رہے کہ جمہور مفسرین نے سورۃ مؤمنون کی آیت کا اطلاق زنا کے علاوہ مشمت زنی پر بھی کیا ہے لیکن مفسرین کی ایک جماعت جیسا کہ امام ابن کثیر، امام شوکانی، مولانا مودودی، مولانا محمد جونا گڑھی، مولانا غلام رسول سعیدی اور مولانا امین احسن رحمہم اللہ وغیرہ نے مشمت زنی کو اس آیت میں شامل نہیں کیا ہے۔ میری رائے میں اس آیت میں "وراء ذلک" سے مراد بیوی اور لونڈی کے علاوہ نہیں بلکہ ان کے بعد یعنی ان کے ہوتے ہوئے خواہش نفس کی تسکین کا کوئی اور ذریعہ تلاش کرنا تو یہ جائز نہیں ہے، چاہے وہ مشمت زنی ہی ہو۔ تابعین میں سے یہ قول عطاء رحمہ اللہ کا ہے۔

اس بارے فقہاء کی تیسری رائے یہ ہے کہ اگر زنا میں پڑنے کا اندیشہ ہو تو مشمت زنی جائز ہے بلکہ بعض نے کہا کہ واجب ہے جبکہ عام حالات میں جائز نہیں ہے۔ یہ رائے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے مجموع الفتاویٰ میں لکھا ہے کہ سلف صالحین یعنی تابعین میں

ایک جماعت زنا، مشقت اور مرض میں پڑ جانے کے اندیشے کی صورت میں مشیت زنی کو جائز قرار دیتی تھی۔ واضح رہے کہ بعض تابعین مثلاً حسن بصری، مجاہد اور عمرو بن دینار رحمہم اللہ وغیرہ سے مشیت زنی کا جواز منقول ہے۔

اس تیسری رائے کے مطابق اگر زنا یا صریح حرام کا اندیشہ ہو جیسا کہ فحش ویڈیوز دیکھنے کی لت پڑ جائے گی یا مشقت کا اندیشہ ہو یعنی جسم میں انتہائی تنگی محسوس کرے، خاص طور اس وقت جبکہ احتلام بھی نہ ہو رہا ہو یا مرض میں مبتلا ہو جائے مثلاً ڈیپریشن میں چلا جائے اور سارا دن بستر پر پڑا رہے اور کسی کام کا نہ رہے تو ایسی صورت میں مشیت زنی کا جواز ہے۔ تو اس قول کے مطابق مشیت زنی ضرورت میں جائز ہے جبکہ مشیت زنی کی عادت اس قول والوں کے نزدیک بھی حرام ہے کہ اس کی زیادتی اور کثرت خود نفسانی اضطراب، کسل مندی اور ڈیپریشن کا باعث بنتی ہے۔

البتہ یہ واضح رہے کہ اپنی بیوی سے مشیت زنی کروانا تو یہ سب کے نزدیک جائز ہے جیسا کہ حیض وغیرہ کی حالت میں۔ اور فحش ویڈیوز دیکھ کر مشیت زنی کرنا تو یہ سب کے نزدیک حرام ہے۔ جہاں تک میری رائے کا معاملہ ہے تو میں اس بارے میں یہی سمجھتا ہوں کہ سائل کو تینوں آراء بتلا کر یہ کہنا چاہیے کہ اگر پہلی رائے پر عمل کر سکے تو بہت بہتر ہے لیکن اگر پہلی رائے پر عمل ممکن نہ ہو تو تیسری رائے پر غور کر لے۔ واللہ اعلم

### پورنو گرافی کا نشہ: اسباب اور علاج

خاتون کا کہنا ہے کہ ان کے خاوند کو گندی اور فحش سائٹس دیکھنے کی عادت اور لت پڑ چکی ہے کہ جس سے ان کی ازدواجی زندگی بری طرح متاثر ہو رہی ہے، وہ اپنے شوہر کو اس سے کیسے باز یاد دہا کر سکتی ہیں جبکہ ان کے کلاس اور مجلس کے اکثر شوہروں کی بھی یہی حالت اور کیفیت ہے اور وہ بڑے یقین سے کہتے ہیں کہ آج کل کے زمانے میں کون اس سے بچا ہو گا!

جواب: بلاشبہ یہ عادت بد مردوں میں تیزی سے پھیل رہی ہے کہ ایک ریسرچ کے مطابق انٹرنیٹ پر بیٹھنے والے ایک تہائی مرد یعنی 33 فی صد اس عادت کے رسیا ہیں۔ لیکن اس یا کسی بھی عادت سے جان چھڑانے کے لیے ہمیں پہلے انسانی ذہن کی ورکنگ کو کچھ سمجھنا ہو گا کہ وہ کیسے کام

کرتا ہے۔ ہمارے دماغ میں بہت سے رستے بنے ہوتے ہیں کہ جن پر پیغامات سفر کرتے ہیں جس طرح کہ زمین میں بہت سے رستے ہیں کہ جن پر ہم سفر کرتے ہیں۔ جب بھی ہم کوئی نیا کام یا تجربہ کرتے ہیں تو ہمارے ذہن میں ایک نیا رستہ بن جاتا ہے۔ پھر جتنا ہم اس کام کو دہرائیں گے، اتنا ہی وہ رستہ پختہ ہوتا چلا جائے گا جیسا کہ جتنا آپ زمینی رستے پر چلیں گے، اتنا ہی وہ رستہ واضح ہو جائے گا۔ اور جب آپ اس زمینی رستے پر چلنا بند کر دیں گے تو ہو سکتا ہے کہ کچھ عرصے بعد اس کا رستہ ہونا مانند یاد ہم پڑ جائے۔ تو عادت چاہیے اچھی ہو یا بری وہ ہمارے ذہن میں ایک واضح اور پختہ رستہ بنا دیتی ہے جسے نیوراتی رستہ (neural pathway) کہتے ہیں۔

اب ہمارے ذہن میں کچھ رستے (pathways) قدرتی اور فطری ہیں جبکہ کچھ ہماری عادتوں سے بنتے اور پختہ ہوتے ہیں۔ تو سیکس ایڈکشن ہو یا پورنو گرافی ایڈکشن یہ ہمارے ذہن میں فطری رستوں کے بالمقابل ایک نیا نیوراتی رستہ بنا کر ہمارے ذہن کی دوبارہ وائرنگ (rewiring) اور تعمیر (restructuring) کرتے ہوئے اس کی فطری ساخت کو بدل دیتی ہے۔ تو ہمارے ذہن میں ہر خواہش اور جبلت سے متعلق رستے پہلے سے ہی موجود ہیں اور اسی طرح سیکس کی جبلت کا بھی ایک فطری رستہ موجود ہے، جو کہ متوازن رستہ ہے۔ لیکن سیکس ایڈکشن ہو یا پورنو گرافی ایڈکشن، وہ سیکس کے اس متوازن رستے کے مقابلے میں ہمارے ذہن میں ایک نئے رستے کی تخلیق کر کے ہمیں اس پر اتنا چلاتے ہیں کہ ہم اس جبلت کو پورا کرنے کے لیے اس نئے رستے پر چلنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔

یہ رستے (pathways) کچھ اس طرح بنتے ہیں کہ دماغ میں موجود ایک نیوران ایک کیمیکل خارج کرتا ہے جیسے ڈوپامائن (dopamine) کہتے ہیں تو دوسرا نیوران اس کیمیکل کو ریسیو کرتا ہے۔ تو اس طرح کیمیکل خارج کرنے والے نیوران اور ریسیو کرنے والے نیوران میں ایک رستہ بن جاتا ہے۔ یہ کیمیکل یعنی ڈوپامائن فیول کا کام کرتا ہے اور ہماری خواہش کو بھڑکا دیتا ہے۔ پھر یہ رستے مل کر ایک انعامی گردش (reward circuit) بناتے ہیں کہ جس کا کام ہمارے لیے جسمانی لذت کو تلاش کرنا اور درد سے بچنا ہوتا ہے۔ ریوارڈ سرکٹ کی تکمیل سے ایک کیمیکل خارج ہوتا ہے



کہ جسے اوپیائیڈ (opioid) کہتے ہیں کہ جس سے ہمیں حقیقی اور جسمانی لذت حاصل ہوتی ہے۔ یہاں ایک اہم بات یہ ہے کہ جو جسمانی لذت ہمیں آخر میں کیمیکل اوپیائیڈ (opioid) کے خارج ہونے سے حاصل ہوتی ہے، وہ کم ہوتی ہے جبکہ کیمیکل ڈوپامائن (dopamine) سے جو خواہش بھڑکتی ہے تو اس کے بھڑکاؤ سے حاصل ہونے والی تخیلاتی لذت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ سیکس کے عمل میں شروع میں مرد کا جذبہ کافی جوش میں ہوتا ہے لیکن اگر یہ عمل طول پکڑ جائے تو مرد کے جذبات کا جوش بھی کم ہو جاتا ہے۔ جن مردوں کو سرعت انزال کو مسئلہ ہو تو ان کے لیے بہتر یہی ہوتا ہے کہ وہ اس عمل کو لمبا کریں تاکہ ان کا جوش متوازن ہو جائے تو وہ بیوی کو بھی اس عمل میں باآسانی شریک کر سکتے ہیں۔ اس پر ہم آگے چل کر گفتگو کرتے ہیں۔

اب یہ تو واضح ہو گیا کہ ڈوپامائن کیمیکل کے خارج ہونے سے خواہش بھڑکتی ہے کہ یہ فیول کا کام کرتا ہے اور اس کے بھڑکنے سے تخیلاتی لذت حاصل ہوتی ہے لیکن ڈوپامائن کیسے پیدا ہوتا ہے؟ تو اس کے پیدا ہونے میں سب سے اہم کردار انوکھاپن (novelty) کا ہوتا ہے۔ جب آپ سیکس میں کچھ نیا اور انوکھا کرنا چاہتے ہیں تو ڈوپامائن پیدا ہوتا ہے جو آپ کی خواہش کو بھڑکا دیتا ہے اور آپ کو بے پناہ تخیلاتی لذت دیتا ہے۔ جاپان میں 2010ء میں ہونے والی ایک ریسرچ کے مطابق 36 فی صد مردوں کو رینک سیکس یعنی بیوی وغیرہ سے سیکس میں مزا نہیں آتا یا اس سیکس میں دلچسپی ہی محسوس نہیں ہوتی ہے کیونکہ اس میں انوکھاپن (novelty) کم ہوتا ہے لہذا ڈوپامائن کم خارج ہوتا ہے اور بالآخر خارج ہونا ہی بند ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف انٹرنیٹ پر سیکس کی نہ ختم ہونے والی ویڈیوز پڑی ہیں کہ جس میں انسان اپنے انوکھے پن کی تسکین میں ایک سے دوسری سائٹ وزٹ کرتا رہتا ہے لہذا ایک شخص کو جب اس کی عادت پڑ جائے تو اسے فحش ویڈیوز دیکھنے میں جو لذت حاصل ہوتی ہے، وہ بیوی سے تعلق قائم کرنے میں حاصل نہیں ہوتی ہے۔

تو ایسا شخص جو پورنو گرافی ایڈکشن میں مبتلا ہو تو اسے اپنی بیوی میں دلچسپی محسوس نہیں ہوتی ہے۔ اس کی وجہ ریسرچرز نے یہ بتائی ہے کہ پورنو گرافی میں وہ سیکس میں جو انوکھاپن اور ناولٹی دیکھتا ہے مثلاً عورت کی دبر میں سیکس کرنا (anal sex) یا مادہ منویہ (sperm) کو عورت

کے چہرے پر پھینک دینا یا سیکس کے دوران عورت پر تشدد کرنا جیسا کہ اس کے جسم کو سیکریٹ وغیرہ سے جلانا یا نابالغ سے سیکس کرنا وغیرہ۔ تو اس سب کچھ کو اپنی بیوی سے حاصل کرنا اس کے لیے ممکن نہیں ہوتا ہے اور وہ اس ناو لٹی کا عادی ہو چکا ہوتا ہے لہذا سے ریلک اور فطری سیکس میں بھی کوئی مزا نہیں آتا کیونکہ اس کے ذہن میں فطری اور ریلک سیکس کے رستے کے مقابلے میں ایک اور رستہ بن چکا ہوتا ہے جو کہ زیادہ ڈوپامائن خارج کرنے کا باعث ہوتا ہے اور زیادہ ڈوپامائن سے تخیل میں زیادہ لذت حاصل ہو رہی ہوتی ہے۔ اسی طرح بعض لوگوں کو اعلا م بازی (homosexuality) یا مشیت زنی (masturbation) میں اگر بیوی سے تعلق قائم کرنے سے زیادہ مزہ آتا ہے تو اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ ان کا سیکس کا فطری رستہ مدھم اور مانند پڑ چکا ہے اور اس کے مقابلے میں وہ ایک اور غیر فطری رستہ بنا چکے ہیں کہ اب ان کی جبلت اس رستے پر چلنے کی عادی ہو چکی ہے۔

حل اس کا کیا ہے؟ غیر فطری رستے کے مقابلے میں فطری رستہ بنانا اور اس پر چلنا یہاں تک کہ وہ ایک پختہ رستہ بن جائے یعنی فطری طریقوں سے سیکس کو پورا کرنا اور کرتے ہی رہنے کی مشق کرنا جیسا کہ بیوی سے تعلق قائم کرنا۔ دوسرا کام غیر فطری رستے کو ترک کر دینا یعنی پورنو گرافی کو۔ ریسرچر یہ بتلاتے ہیں کہ ایسا کرنے سے ایک مرتبہ پورنو گرافی کی خواہش خوب بھڑکے گی تقریباً ایک ہفتہ لیکن اگر یہ ایک ہفتہ آپ نے اپنے ذہن کو دوسرا رستہ بنانے میں لگائے رکھا تو چار ہفتوں بعد پورنو گرافی کا یہ رستہ خود ہی مدھم اور مانند پڑ جائے گا لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ ختم نہیں ہو گا یعنی فرکس کی زبان میں کبھی بھی غیر معقد (untangled) نہ ہو گا یعنی آسان الفاظ میں باقی رہے گا اور کسی بھی وقت دوبارہ ابھرنا شروع کر سکتا ہے بالکل اسی طرح جیسے کوئی شخص سگریٹ چھوڑ دے اور پھر اس کے سامنے سگریٹ پی جائے تو اس کا رستہ جگمگا نا شروع کر دے گا۔

اسی طرح جن لوگوں کو شادی کا بہت عرصہ گزر جانے کے بعد بھی بیوی میں زیادہ جنسی رغبت اور خواہش محسوس ہوتی ہے تو ان کا اصل مسئلہ بھی ناو لٹی کا ہوتا ہے یعنی جب وہ دن بھر اس تعلق میں ناو لٹی لانے کے بارے سوچتے ہیں جو انہوں نے رات کو بیوی سے قائم کرنا ہوتا ہے تو وہ سیکس

ایڈکشن کا شکار ہو جاتے ہیں اور ان کی بیویاں بھی ان سے بہت تنگ رہتی ہیں۔ حل یہی ہے کہ سادہ طریقے سے ضرورت پوری کریں، بہت زیادہ اسے ذہن پر سوار نہ کریں، ورنہ یہ ایسی بھوک بن جائے گی جو پیٹ بھر جانے کے بعد بھی قائم رہے گی۔ ریسرچرز یہ بتاتی ہیں کہ آپ کی تھیلیاں ایک دفعہ انزال کے بعد تین دن سپرم سے بھرنے میں لگا دیتی ہیں، اس سے انسان کی سیکس میں بائیولاجیکل ضرورت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

بھئی مجھے یہاں مذہبی بحث نہیں کرنی کہ بیوی کے ساتھ تعلق میں کیا جائز اور کیا جائز نہیں لیکن اگر آپ خود بھی اپنے آپ سے تنگ رہتے ہوں کہ ہر دوسرے دن سیکس ذہن پر چڑھا ہوتا ہو تو سیکس میں ناوٹلی بالکل بند کر دیں، بیوی کو فحش کرنے یا سیکس کے عمل میں برابر طور شریک کرنے کے جذبات کو کھڈے لائن لگا دیں، سادہ طریقے سے بس اپنی جبلی ضرورت پوری کریں، ایک مہینے میں ہی نارمل ہو جائیں گے۔ اور ناوٹلی کی سوچ ختم کرنے کا طریقہ میرے پاس تو یہی ہے کہ جیسے ہی خیال آئے تو اسے ایک گناہ سمجھ کر یوں استغفار پڑھ لیں کہ ذہن اسے جھٹک دینے پر مجبور ہو جائے۔ اور بیوی کا زیادہ پیچھا کرنے والے ناوٹلی کے مرض کا شکار ہوتے ہیں لہذا جیسے ہی ناوٹلی کے ذہنی چکر سے نکل جائیں گے تو سیکس کے جذبے میں معتدل ہو جائیں گے۔

**میرے لیے سیکس کا عمل اذیت ناک اور تکلیف دہ ہے!**

بعض بیویوں کا یہ سوال ہے کہ ان کے لیے اپنے شوہر کے ساتھ سیکس کا عمل ایک تکلیف دہ اور اذیت ناک عمل ہوتا ہے، وہ اسے اپنے لیے کیسے ایک قابل برداشت یا خوشگوار عمل بنا سکتی ہیں؟

جواب: امریکہ میں شائع ہونے والی ایک تحقیق کہ جس میں دو لاکھ افراد کو شامل کیا گیا، کے مطابق عورت کی سیکس کے عمل میں رغبت، مرد کی نسبت کم ہوتی ہے۔ ایک اور تحقیق کے مطابق ستر فی صد امریکن عورتیں سیکس کے عمل میں اس طرح فعال نہیں ہوتی ہیں جیسا کہ مرد فعال ہوتے ہیں۔ تو اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں کی فزیالوجی (physiology) یعنی اعضاء کی بناوٹ فرق ہے کہ جس کی وجہ سے اس عمل میں مرد میں فعالیت (activity) جبکہ عورت میں انفعالیت (passivity) نمایاں ہوتی ہے۔ سیکس کے عمل مرد پہل کرتا ہے اور آگے

بڑھتا ہے جبکہ عورت پیچھے ہٹتی ہے۔ دوسری وجہ نفسیاتی ہوتی ہے کہ عموماً عورتوں کے ذہنی اور نفسیاتی مسائل زیادہ ہوتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر ہوتے ہیں لہذا ان میں الجھ کر وہ ذہنی انتشارا شکار ہو جاتی ہے اور اس عمل میں اپنی دلچسپی کھو بیٹھتی ہیں۔ تیسری وجہ سماجی رویے ہیں کہ سسرال میں بیٹھی ہیں، نند ساس کے جھگڑے ہیں، وہی ختم نہیں ہوتے۔ اور چوتھی وجہ اخلاقی ہے کہ خاوند کے رویے اور اخلاق ہی ایسے ہیں کہ بیوی کا اس کے قریب بچھکنے کو دل ہی نہیں کرتا ہے۔ پانچویں وجہ معاشی ہوتی ہے کہ خاوند بیوی کو مناسب خرچہ نہیں دیتا لیکن سیکس کے عمل میں اس سے توقعات بہت کرتا ہے، تو وہ یہ سوچتی ہے کہ یہ میری تو خواہشات پوری نہیں کرتا ہے یا نہیں کر پاتا ہے تو میں اس کی خواہشات کیوں پوری کروں؟ یا اس کی تمام توقعات کیسے پوری کروں؟ لہذا وہ اس کی ضرورت پوری کرنے کا کرتی ہے اور بعض اوقات تو اس کی ضرورت کو بھی پورا کرنے سے حیلے بہانے سے جان بچاتی ہے۔ اور آخری اور اہم بات یہ ہے کہ بیویوں کو اس معاملے میں شکایت یہ ہوتی ہے کہ مردوں کی ڈیمانڈز بہت زیادہ ہیں۔

جہاں تک ڈیمانڈز کی بات ہے تو وہ جائز بھی ہو سکتی ہیں اور ناجائز بھی۔ بس شریعت کی حدود میں ہونی چاہئیں لیکن مردوں کو چاہیے کہ اس پر غور کریں کہ یہ عمل جسمانی، ذہنی، سماجی، معاشی اور اخلاقی مسائل کی وجہ سے عورتوں کے لیے بے رغبتی کا جو باعث ہے سو ہے لیکن کم از کم اس عمل کے دوران تو اس عمل کو عورت کے لیے اذیت ناک نہ بنائیں۔ بعض عورتوں کو شکایت ہوتی ہے کہ ان کے شوہروں پر اس حالت میں ایک جنون اور وحشت کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور انہیں نازک اعضاء پر دانتوں سے کاٹے جانے سے لے کر سگریٹ سے سلگائے جانے تک کے عمل سے بھی گزرنا پڑ جاتا ہے، تو ایسی اذیت دینا تو کسی طور جائز نہیں ہے۔

باقی مرد کی کچھ ڈیمانڈز جائز ہوتی ہیں لیکن عورت صرف اس لیے انہیں پورا نہیں کرنا چاہتی یا ان کے پورا کرنے میں تکلیف محسوس کرتی ہے یا انہیں ادا نہ کرتی ہے کہ وہ یہ سوچتی ہے کہ شوہر کو تو یہ یہ مل گیا تو مجھے اس کے بدلے میں کیا ملا؟ تو ایسی سچو نکیشن میں، میں عورتوں کو عموماً یہی مشورہ دیتا ہوں کہ شوہر کی یہ ڈیمانڈز پورا کر دیا کریں، اسے یہ کہتے ہوئے کہ تمہیں خوشی اگر اس طرح سے

حاصل ہوتی ہے تو مجھے خوشی کسی اور طرح سے حاصل ہوتی ہے مثلاً شاپنگ سے یا تمہارے اچھے رویے سے یا حسن سلوک سے یا مجھے عزت اور احترام دینے سے تو تم نے مجھے یہ سب کچھ دینا ہے۔ تو عورت اس کے بدلے میں شوہر سے کچھ حسن سلوک لے لے یا کوئی چھوٹا موٹا تحفہ وصول کر لیا کرے کہ اس سے کچھ حاصل کرنے کا نفسیاتی اطمینان رہے گا۔

مثلاً اگر بیوی کو شوہر سے اخلاقی رویوں کی شکایت ہے تو وہ اس سے اس موقع پر وعدہ لے لے کہ ایک ہفتے تک مجھے گالی نہیں دو گے یا دھیان کرو گے وغیرہ وغیرہ۔ بھلے شوہر اگلے ہفتے میں صرف دو دن دھیان کرے اور پھر وعدہ خلاف ورزی کرے لیکن پھر آتا تو دوبارہ بیوی کے پاس ہی ہے تو پچھلی وعدہ خلافی یاد کروا کے دوبارہ کمٹمنٹ لے لیں لیکن اپنے شوہر کو یہ شکایت نہ رہنے دیں کہ میری بیوی مجھ سے بھاگتی ہے یا مجھے خوش نہیں رکھتی کہ اس کا نتیجہ اس کی بے راہ روی یا دوسری شادی میں رغبت کی صورت بھی نکل سکتا ہے۔ تو اس سے یہ عمل خوشگوار نہ سہی تو قابل برداشت ضرور بن جائے گا، ان شاء اللہ عزوجل۔ تو بلاشبہ میاں بیوی کا تعلق لین دین کا ہی ہے اور بیوی کا یہ حساب رکھنا کہ شوہر کو تو یہ مل رہا ہے یعنی اس کے نفس کی تسکین اور مجھے کیا مل رہا ہے، تو یہ فطری سوچ ہے لیکن اس کا حل یہ نہیں کہ وہ یہ سوچے کہ مجھے شوہر کو خوش نہیں کرنا اور خود بھی خوش نہیں ہونا ہے۔

ایک دوست نے کمنٹ کرتے ہوئے کہا کہ بائیولوجیکل بھی مرد و عورت کے ہارمونز بننے کا عمل مختلف ہے۔ خواتین مردوں کو ایسی باتیں کر کے طعنے دیتی ہیں کہ آپ کو تو بس اسی میں دلچسپی ہے۔ اور یہ نہیں سمجھتیں کہ اس لمحے میں مرد بیوی کی طرف سب سے زیادہ کمزور ہو کر مائل ہوتا ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ چالاک بیویوں نے ایسے لمحات میں پوری پوری سلطنتیں اپنے بیٹے کے نام لگوا لیں اور یہ ایسے لمحات کو طعنے دے کر ضائع کر دیتی ہیں۔

ایک دوست نے کہا کہ بعض اوقات میڈیکل ایشوز بھی ہوتے ہیں اور عورتوں کو معلوم ہی نہیں ہوتا۔ اس لئے احتیاطاً کسی ڈاکٹر کو بھی دکھالینا چاہیے۔ بعض دوستوں نے کہا کہ نشہ اور بدبودار رہنا بھی عورت کے لیے عدم دلچسپی کا بڑا سبب ہے۔ بہت سے مرد سارا سارا دن سگریٹ چرس میں گزار کے اسی حالت میں بیوی سے قربت چاہتے ہیں جسے نفیس اور حساس عورت برداشت نہیں کر پاتی۔

پاک صاف رہنا صرف دین اسلام کا حکم ہے بلکہ عورت کو اپنی طرف مائل کرنے کا ذریعہ بھی۔ ایک دوست نے کہا کہ میرے خیال میں اس حوالے سے شادی کا پہلا ہفتہ یا ابتدائی دس دن زیادہ اہم ہوتے ہیں۔ یہی وہ دن ہیں جس میں آپ بیگم کو جس طرف لے جانا چاہیں، لے جاسکتے ہیں۔ یہ دن عورت کے لیے سب سے زیادہ تکلیف دہ دن شمار ہوتے ہیں۔ اگر انہی دنوں میں کوئی جنون کا مظاہرہ کرے گا تو عورت کا جنسی عمل سے بے رغبتی اور نفرت ایک لازمی امر ہے۔ باقی اس عمل سے پہلے بیوی کو ذہنی طور پر آمادہ کرنا ایک الگ تکنیک ہے، جو ہر شوہر کو آتی چاہیے۔

ایک دوست نے کہا کہ آپ کی بات میری سمجھ سے مختلف ہے۔ عورت میں بھی جنسی جذبات شدید ہوتے ہیں مگر وہ مرد کی طرح بے مہار نہیں ہوتی۔ اسے بس ایک ایسا ساتھی چاہیے ہوتا ہے جو اسکے ان جذبات کو پورا کر سکے۔ اگر مرد کے پاس اسے تحفظ و محبت کا احساس ملتا ہو تو وہ اس جنسی عمل کو نہ صرف بچہ پسند کرتی ہے بلکہ اسکی کثرت پر شاداں ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا منٹ کے جواب میں، میں نے کہا کہ میرے سامنے اگر پچھلے دو سال میں بیس کیسز آئے تو ان میں سے سولہ کیسز ایسے ہی تھے جیسا کہ میری تحریر میں ہے لیکن چار کیسز ایسے بھی تھے جہاں مرد اداؤں کر رہا تھا کہ عورت کی ڈیمانڈ زیادہ تھی۔ اور ریسرچر بھی یہی بتلاتی ہیں کہ اکثریت یعنی سترہ فی صد کا معاملہ ایسا ہی ہے البتہ بیس سے تیس فی صد میں معاملہ برعکس بھی ہو سکتا ہے۔

میرے جواب میں ان دوست نے کہا کہ اگر آپ کی یہ تحقیق پاکستان سے باہر کسی مغربی ملک میں ہوتی تو شاید نتائج مختلف ہوتے۔ یہ دراصل معاشرتی وجوہات فیملی پریشور اور میاں صاحب کا فقط اپنی تسکین کو ملحوظ رکھنا ہے جو عورت کو اس عمل سے ہی متنفر کر دیتا ہے۔

اس کے جواب میں، میں نے کہا کہ میری یہ بات میری تحقیق نہیں ہے بلکہ ایک مشاہدہ ہے۔ باقاعدہ تحقیق تو اسے کہتے ہیں جو سیکس اور بی ہیوی رازم کے بین الاقوامی سطح کے تسلیم شدہ ریسرچ جرنلز میں پبلش ہوتی ہے، جہاں ریسرچ سیمپل بعض اوقات دو لاکھ افراد کو شامل ہوتا ہے۔ اسے ڈینائے کرنا بہت مشکل ہے جب تک کہ اس لیول کا آپ ریسرچ سیمپل نہ لے آئیں۔ اور ذیل میں ریسرچ آرٹیکلز کے کچھ لنکس شیئر کر رہا ہوں کہ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ جنسی جہلت (sex)

(drive) مردوں میں عورتوں کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ باقی عورت کے سیکس میں عدم دلچسپی کی وجوہات میں دوسرے فیکٹرز بھی موجود ہو سکتے ہیں تو یہ بات درست ہے۔ اور ان میں سے چند ایک فیکٹرز کا تذکرہ آپ نے بھی کیا ہے۔<sup>231</sup>

ایک اور دوست نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ بھائیو! آپ دونوں ہی اپنے تناظر میں درست ہو۔ حافظ صاحب کی بات کو اس لیے ترجیح حاصل ہے کہ وہ کسی حد تک ایک مقامی شریاتی سپرل بھی رکھتے ہیں۔ ہمارے ہاں مزدور طبقے سے لے کر اوسط فیملیز میں کسی قدر زیادہ اور ان سے اوپر طبقات میں کچھ کم ایسا رجحان ہی ہے۔ اس میں ایک پہلو ہمارے مردوں کا اس پورے عمل کو ایک ضرورت اور وظیفہ کے طور پر لینا بھی ہے جس میں فاعل، مفعول سے زیادہ اپنی فکر کرتا ہے۔ اسی لیے وہ جوڑے جو اس کی پوری اہمیت کو سمجھتے ہیں، ہمیشہ خوش رہتے ہیں۔

### میاں بیوی میں اورل سیکس

کچھ دوست میاں بیوی میں اورل سیکس (oral sex) کے بارے سوال کرتے ہیں کہ کیا یہ جائز ہے جبکہ بعض خواتین بھی یہ شکایت کرتی نظر ہیں کہ ان کے شوہر انہیں اس پر مجبور کرتے ہیں کیونکہ وہ فحش ویڈیوز دیکھتے ہیں اور وہ دیکھ کر ان کا مطالبہ ہوتا ہے کہ جو کچھ اس میں ہو رہا ہے، وہی کچھ ہم بھی کریں؟

جواب: اورل سیکس مشرقی عورت کے لیے تو ایک ذہنی افیت تو ہے ہی کہ بچوں کو پالنے کے ساتھ گھر بار کو سنبھالنا، خاوند کے خاندان کو سنبھالنا، ملازمت کرنے وغیرہ جیسی ذمہ داریوں کے ساتھ سترنی صد کو تو سیکس میں ہی ذرہ برابر دلچسپی محسوس نہیں ہوتی چہ جائیکہ انہیں اورل سیکس میں رغبت ہو لہذا ان کی اکثریت کے لیے یہ ایک ذہنی عذاب ہی ہوتا ہے۔ ایک بزرگ دوست نے کہا

1 <https://pdfs.semanticscholar.org/5f84/46340d4ed375007351539e7993fa44e2e31b.pdf>

2 <https://pdfs.semanticscholar.org/6043/bb43cc8dd5f7f5e9d7c6cccf2852c782892d.pdf>

3 [https://pdfs.semanticscholar.org/4683/9ca1e591ceea2ca07ed483fecfac812fee4.pdf?\\_ga=2.112090887.2054985010.1540297493-1165455232.1540297493](https://pdfs.semanticscholar.org/4683/9ca1e591ceea2ca07ed483fecfac812fee4.pdf?_ga=2.112090887.2054985010.1540297493-1165455232.1540297493)

کہ اگر میاں بیوی ایک دوسرے کے ہونٹوں کو چوم (lips kissing) لیں تو اس میں حرج ہی کیا ہے۔ اس میں تو واقعتاً کوئی حرج نہیں ہے لیکن اسے اصطلاح میں اورل سیکس نہیں کہتے ہیں۔ اورل سیکس سے مراد یہ ہے کہ مرد اور عورت کا ایک دوسرے کی شرم گاہ کو منہ میں ڈالنا۔

جہاں تک شوہروں کی بات ہے تو ان میں سے بعض کا یہ سیریس مسئلہ ہے کہ وہ وہ سب کچھ اپنی بیوی سے چاہتے ہیں جو طوائفوں سے کیا جاتا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب سے انٹرنیٹ آیا ہے تو یہ بیماری بڑھ گئی ہے۔ اکثر شادی شدہ نوجوان بلکہ جن کی بیٹیاں بھی جوان ہیں، وہ بھی لپ ٹاپ، کمپیوٹر وغیرہ پر بیٹھ کر فحش ویب سائٹس وزٹ کرتے ہیں اور اپنی سیکس کی خواہش کی تسکین کے لیے اپنے ذہن میں ایک آئیڈیل بنالیتے ہیں کہ ہمیں بھی اپنی بیوی سے ایسے لذت حاصل کرنی ہے اور پھر بیوی سے ویسے لٹے سیدھے طریقوں سے خواہش پوری کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جس سے بیوی کو اس عمل ہی سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ ٹھیک ہے کہ قرآن مجید نے بہت سی رخصتیں بھی دی ہیں جیسا کہ یہ رخصت کہ اس عمل میں مرد اور عورت جو چاہے پوزیشن اختیار کر لیں تو اس میں حرج نہیں ہے جیسا کہ کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر یا لیٹ کر یا کسی بھی طرح سے اپنی خواہش پوری کر لیں۔ لیکن قرآن مجید نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ مباشرت کا مقام اور جگہ عورت کی فرج (vagina) ہی ہے نہ کہ اس کی دبر یا اس کا منہ کیونکہ عورت کی فرج ہی کھیتی کے قائم مقام ہے کہ جہاں نسل انسانی کا بیج بویا جاسکتا ہے۔ تو اسی لیے قرآن مجید نے بہت خوبصورت انداز اختیار کرتے ہوئے فرمایا: ﴿نَسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأَتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾۔ ترجمہ: تمہاری بیویاں تمہارے لیے کھیتی کی مانند ہیں تو اپنی کھیتی میں اُسی جیسے تم چاہو۔ یعنی آنا کھیتی کی جگہ میں ہی ہے، باقی پوزیشن جو مرضی لے لو۔ تو شریعت میں صرف پابندیاں ہی نہیں ہیں بلکہ پابندیاں تو دو چار ہی ہیں، باقی ساری تو رخصتیں ہیں۔ اور وہ پابندیاں بھی صرف اس لیے ہیں کہ انسان اور حیوان میں فرق ہو سکے اور انسان جانوروں کی طرح اپنی خواہش پوری نہ کرے۔

یہ بات پورے دعوے سے کی جاسکتی ہے کہ اکثر و بیشتر شوہر کہ جنہیں اورل سیکس کا خیال آتا ہے، انہوں نے فحش ویب سائٹس وزٹ کر رکھی ہوتی ہیں۔ تو کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اورل سیکس کا



خیال بھی فطری نہیں بلکہ کسی سبب سے ہے اور وہ سبب فحش ویڈیوز ہیں یا شیطان کا وسوسہ ہے یا سیکس میں ناولٹی (novelty) کی تلاش کا مزاج ہونا ہے۔ آپ سبب ختم کر دیں، آپ کو اس کا خیال آنا بند ہو جائے گا۔ مرد میں اورل سیکس کی خواہش اس وقت پیدا ہوتی ہے جبکہ سیکس اس کے ذہن میں گھس جائے۔ اور سیکس کا دماغ میں گھس جانا بھی عام امر ہے کہ یہ جبلت ہے ہی اتنی قوی لیکن ہمیں اپنی تربیت بھی تو کرنی ہے۔ دیکھیں، کھانا کھاتے وقت بھی ہم اپنی بھوک کی جبلت کی تسکین کر رہے ہوتے ہیں لیکن کھانے پر ٹوٹ نہیں پڑتے، اسے سکون اور اطمینان سے کھاتے ہیں، ایک طریقے سے کھاتے ہیں، اور اہتمام سے کھاتے ہیں۔ اس لیے اصل لذت اور مزہ تو وہاں ہی ہے جہاں قرآن مجید نے حکم دیا ہے یا جو انسانی فطرت میں شامل ہے، اور رہی غیر فطری مقامات سے لذت حاصل کرنے کی بات تو یہ ذہن میں حاصل ہوتی ہے کہ یہ پیدا بھی وہیں ہوئی تھی جیسا کہ بعض شوہروں کو دبر میں سیکس سے مزہ آتا ہے۔ تو یہ مزہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اگر کسی نے ذہن میں بٹھا ہی لیا ہے کہ اسے اپنے پالتو کتے سے مزہ آتا ہے تو اسے آنا ہی ہے لیکن یہ صرف ذہنی تسکین ہوتی ہے نہ کہ جسمانی یعنی یہ مزہ اس کے ذہن میں ہوتا ہے بس۔

اور سیکس جب ذہن میں گھس جائے تو پھر اس کی تسکین ممکن نہیں ہے۔ یہ بے چارہ ہر وقت پریشان رہے گا اور اس کی توجیہ یہ کرے گا کہ میرے اندر اللہ نے عام انسانوں سے زیادہ جنسی خواہش رکھی ہے، بے وقوف نہ ہو تو۔ بس سیکس ایک ضرورت ہے، اسے ضرورت سمجھیں۔ اور قرآن مجید نے تو اس کے بیان کے وقت کہا کہ اولاد کے حصول کی نیت سے بیوی کے پاس جاؤ، یعنی ایک تو اس کو با مقصد بنا دیا کہ تمہاری جنسی خواہش کی تکمیل بھی اللہ کے گریڈ پلان کا حصہ بن جائے اور دوسرا یہ کہ اولاد کی نیت سے بیوی کے پاس جاؤ گے تو یہ ضرورت تو رہے گا لیکن ذہن پر سوار نہیں ہو گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاَنْتُوا حَرِّثُكُمْ اَنَّىٰ شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِاَنْفُسِكُمْ﴾ [البقرة: 223] ترجمہ: تمہاری بیویاں تمہارے لیے کھیتی ہیں۔ پس تم اپنی کھیتی کے پاس آؤ جیسے تم چاہو اور اپنے آگے کے لیے کچھ کرتے رہو۔ لیکن اس بات کے بیان کا یہ مقصد نہیں ہے کہ اولاد کے حصول کی نیت کے علاوہ نفس کی تسکین کے مقصد سے بیوی کے پاس جانے سے منع کیا گیا ہے۔ ہم

نے صرف اتنی بات کی ہے کہ بیوی کے پاس جانے کے جو مقاصد ہیں، ان میں سے اعلیٰ ترین مقصد اولاد کا حصول ہے جبکہ نفس کی تسکین بھی مقاصد میں شامل ہے کیونکہ نفس جب تک راحت میں نہیں ہوگا، نہ دنیا کا رہے گا اور نہ ہی دین کا۔ تو نفس کی تسکین بھی اس جذبے کے ساتھ ہو کہ نفس خوش ہوگا تو اللہ کا شکر اچھی طرح سے ادا کرے گا۔

شرعی مسئلے کے طور مجھے یہ سمجھ میں آتی ہے کہ اورل سیکس سے اجتناب کرنا چاہیے کہ قرآن مجید نے عورتوں کو کھیتی سے تشبیہ دی ہے اور کہا ہے کہ تم کھیتی میں آؤ۔ اور کھیتی وہ مقام ہے جہاں بیج بویا جاسکے اور فصل حاصل ہوتی ہو اور یہ عورت میں مادر رحم (utrus) کا مقام ہے کہ جہاں سے انسان کو اولاد حاصل ہوتی ہے۔ انسان کا نطفہ ایک طرح سے بیج ہے تو اس سے حاصل ہونے والی اولاد فصل ہے۔ جب زندگی بے مقصد ہو، ذہن خالی ہو تو سیکس برائے سیکس کا خیال آئے گا لیکن اگر زندگی بامقصد ہے تو انسان سیکس کو ایک ضرورت سے زیادہ کی حیثیت نہیں دے سکتا، یہ طے ہے۔ اگر قانونی بات کریں تو مذی سب فقہاء کے نزدیک نجس ہے اور مذی سے مراد وہ سفیدی مائل مادہ ہے کہ جس کا شرم گاہ سے اخراج شہوت کے وقت منی سے پہلے ہوتا ہے۔ مذی کے اخراج پر غسل فرض نہیں ہے بلکہ صرف وضو ہے جبکہ منی کے اخراج پر غسل فرض ہو جاتا ہے۔ اور مذی اور منی میں فرق یہ ہے کہ منی اچھل کر باہر نکلتی ہے اور اس کے اخراج سے انسان کی خواہش پوری ہو جاتی ہے اور نفس سکون میں آ جاتا ہے۔ لیکن مذی نہ تو جھٹکے سے خارج ہوتی ہے اور نہ ہی اس کے اخراج سے خواہش پوری ہوتی ہے۔ تو اورل سیکس کی صورت میں مذی کی نجاست سے منہ کا ملوث ہونا لازمی امر ہے اور اہل ایمان کو ہر قسم کی نجاست سے دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے بلکہ اہل ایمان کے بارے تو یہ کہا گیا ہے کہ وہ جو کہ پاک صاف رہنے میں مبالغہ کرنے والے ہوتے ہیں، اللہ عزوجل ان سے محبت رکھتے ہیں۔

**شوہر فحش ویڈیوز دیکھنے پر مجبور کرتا ہے!**

بعض خواتین کی طرف سے یہ سوال آتا ہے کہ ان کا شوہر انہیں فحش ویڈیوز دیکھنے پر مجبور کرتا ہے، بہت قرآن حدیث سنائی لیکن اثر نہیں ہوتا، اور اصرار جاری ہے۔ اب بعض صورتوں میں شوہر

یہ دھمکی دیتا ہے کہ اگر بیوی نے ایسا نہ کیا تو وہ باہر جا کر منہ ماری کرے گا اور بیوی گناہ گار ہوگی۔ اور بعض صورتوں میں طلاق کی دھمکی بھی دیتا ہے۔ بعض اہل علم سے پوچھا تو وہ کہتے ہیں کہ کسی صورت دیکھنا جائز نہیں اور عورت گناہ گار ہوگی لیکن طلاق کی دھمکی کی صورت کوئی قابل عمل حل بتلائیں۔

جواب: ایک بات تو ذہن میں رہے کہ سیکس، مرد کے خون (blood) میں ہے۔ اس لیے عورت کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ مرد سیکس کے مسئلے میں کُول (cool) ہو، تو یہ ممکن نہیں۔ تو مرد اپنی جنسی جبلت کے اعتبار سے اجڑ ہے البتہ شریعت نے اسے یہ کہا ہے کہ اپنی جبلت خواہشات کی تہذیب کرو۔ اور اسی کو تہذیب نفس یا اصلاح نفس کہتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ وہ شخص کامیاب ہو گیا کہ جس نے اپنے نفس کی تہذیب اور اصلاح کی۔ تو اللہ عزوجل نے انسان کی سرشت میں شر کا مادہ رکھا ہے اور پھر انسان سے مطالبہ یہ کیا ہے کہ اب اس نفس کی تہذیب کر کے دکھا دے۔

جس طرح انسان کھانے کو دیکھ کر اس پر ٹوٹ نہیں پڑتا، جھپٹا نہیں مارتا، حیوانوں کی طرح نہیں کھاتا بلکہ پہلے کھانا اچھے سے لگاتا ہے، پھر اطمینان سے بیٹھتا ہے، اور سکون سے کھاتا ہے تو یہی معاملہ سیکس کی جبلت کے پورا کرنے کا بھی ہے۔ جس طرح انسانوں نے کھانے کی اشتہاء کو پورا کرنے میں اپنے نفس کی تہذیب کی، اسی طرح انہیں چاہیے کہ سیکس کی جبلت کو پورا کرنے میں بھی اپنے نفس کی تہذیب کریں۔ اگر نہیں کریں گے تو ان میں اور حیوانوں میں فرق باقی نہیں رہ جائے گا۔ تو جس طرح بعض مرد حیوانوں کی طرح کھانا کھاتے ہیں، تو اسی طرح بعض مرد جانوروں کی طرح سیکس کرنا چاہتے ہیں جو انسانیت کے رتبے سے گرنے والی بات ہے۔

ہمارے ماحول خاص طور انٹرنیٹ پر موجود فحش مواد نے مردوں کی سیکس کی جبلت کو ان کی بائیولا جیکل ضرورت سے بڑھا کر ذہنی ضرورت بنا دیا ہے۔ اور سیکس جب دماغ پر چڑھ جائے تو پھر کوئی چیز انسان کو مطمئن نہیں کر سکتی جیسا کہ بھوک انسان کے دماغ میں ہو تو پھر پیٹ کبھی نہیں بھرتا۔ تو سیکس ایک بائیولا جیکل ضرورت ہے اور رہے تو یہی اعتدال ہے۔ جب دماغ کو چڑھ جائے تو یہ فساد ہے۔ اور سوال میں پوچھا گیا کیس ایسا ہی ہے کہ جس میں سیکس دماغ کو چڑھ گیا ہے۔ تو ایسے

میں اگر شوہر یہ دھمکی دیتا ہے کہ وہ باہر منہ ماری کرے گا تو اسے دینے دیں، اس کا بیوی کو کچھ گناہ نہ ہو گا اور وہ شوہر کے ساتھ فحش ویڈیوز دیکھنے کے عمل میں شریک نہ ہو۔

لیکن شوہر کی بات نہ ماننے کی صورت میں بیوی کو اگر طلاق کا ڈر اور خوف ہے تو ایسی صورت میں وہ مجبور ہو کر کراہت کے ساتھ اس میں شامل ہو جائے تو گناہ صرف شوہر کو ہو گا، بیوی کے بارے امید ہے کہ اللہ عز و جل اسے معاف فرمائیں گے جیسا کہ سورۃ النور میں ہے کہ اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور مت کرو جبکہ وہ پاکدامن رہنا چاہتی ہیں تاکہ تم دنیا کا کچھ تھوڑا بہت فائدہ حاصل کر لو۔ اور جو انہیں بدکاری پر مجبور کرے گا تو ان کو مجبور کر دیے جانے کے بعد اللہ عز و جل در گزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ یہ آیت مبارکہ ان مالکوں کے بارے میں ہے کہ جو اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور کرتے تھے تو اللہ عز و جل نے لونڈی سے در گزر کرنے کا اشارہ دیا ہے جبکہ گناہ کا سارا وبال مالک پر ڈالا ہے۔

لیکن کرنے کا کام یہی ہے کہ مردوں کو سیکس کی جبلت کو پورا کرنے میں تہذیب نفس کے طریقے سکھائے جائیں۔ بھائی جب دنیا کا ہر کام سلیقے سے کرنا چاہتے ہو یا کرنے کو پسند کرتے ہو تو اس جبلت کو پورا کرنے میں سلیقے کا اہتمام کیوں نہیں۔ دوسرا یا تو فحش ویڈیو اور مناظر دیکھنے سے سیکس ذہن کو چڑھتا ہے یا پھر فارغ رہنے سے۔ یہی وجہ ہے کہ شوہروں کی ان دنوں میں سیکس کی ڈیمانڈ بیویوں سے بڑھ جاتی ہے کہ جن دنوں میں ملازمت، کاروبار، آفس آف ہو یا چھٹیاں ہوں یا سیر سپاٹے پر ہوں وغیرہ۔ جسمانی اور خاص طور ذہنی مصروفیت اور مشغولیت سیکس کی جبلت میں اعتدال پیدا کرتی ہے لہذا اپنے شوہر کو زیادہ سے زیادہ مصروف رکھنے کی کوشش کریں اگر ہو سکے تو۔ اس تحریر میں یہ کہیں نہیں ہے کہ وہ عورت لازمًا شوہر کی بات مان لے اور طلاق بالکل نہ لے۔ تحریر میں صرف اتنی بات ہے کہ اگر وہ ایسا کر لے اور طلاق نہ لے تو امید ہے کہ اللہ عز و جل اس سے در گزر کریں گے۔ اگر وہ طلاق لینا چاہتی ہے تو شوق سے لے، اسے کس نے منع کیا ہے۔ ہم اس عورت کی بات کر رہے ہیں کہ جس کے بچے ہیں اور وہ اپنے بچوں اور دیگر مسائل کی وجہ سے طلاق نہیں لینا چاہتی لیکن اب ذہنی دباؤ بھی لیے بیٹھی ہے کہ میں گناہ گار ہوں، میں گناہ گار ہوں۔ تو اسے

کہا گیا ہے کہ اس کے بارے امید ہے کہ اللہ عزوجل اس سے درگزر فرمائیں گے کہ وہ "مُکْرَہ" ہے اور "اکراہ" موانع اہلیت میں سے ہے یعنی "اہلیت اداء" کامل نہیں رہی لہذا مواخذہ نہیں ہے۔ بعض دوستوں نے اس تحریر میں کمٹنس میں ایسی عورت کو یہ مشورہ دیا کہ ایسی عورت کو طلاق ہوتی ہے، ہو جائے لیکن اس کے لیے ان فحش ویڈیوز کو دیکھنا حرام ہے اور اسے کسی صورت حال میں بھی ان ویڈیوز کو دیکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ تو ایک دوسری رائے کے طور پر ان دوستوں کی رائے کا ذکر بھی اس مسئلے میں کر دیا ہے کہ اگر کسی کو یہ دوسری رائے پسند آتی ہے، تو اسے اختیار کر لے۔

ایک دوست نے یہ سوال کیا کہ حافظ صاحب اس کا تعین کون کرے گا کہ وہ عورت مجبور ہے یا نہیں۔ تو اس کا جواب یہی ہے کہ اکراہ یعنی مجبوری ایک کیفیت ہے کہ جس سے "مُکْرَہ" گزرتا ہے۔ یہاں اس کیس میں اس کا تعین کرنا مفتی کا کام نہیں بلکہ "مُکْرَہ" یعنی جس کو مجبور کیا گیا ہو، اس کا کام ہے۔ تیسرا یہ کہ طلاق کی دھمکی اکراہ ہے یا نہیں تو یہ بعض خواتین کے لیے بن جائے گا اور بعض کے لیے نہیں بنے گا، اس کا تعلق ان کے مجموعی حالات اور تناظر سے ہے۔

اور اگر آپ کی مراد شرعی اکراہ سے یہ ہے کہ شریعت میں اس اکراہ کا اعتبار کیا گیا ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں کیا گیا ہے جیسا کہ آیت مبارکہ کا ہم نے حوالہ دیا ہے کہ جنس وصف کو عین حکم کے لیے معتبر قرار دیا گیا ہے اور اسے فقہاء کی اصطلاح میں "مناسب ملائم" کہتے ہیں۔ اس مسئلے میں جنس وصف "اکراہ علی البغاء" ہے جبکہ عین حکم "درگزر" ہے۔

ایک سوال یہ کیا گیا کہ اگر شوہر اپنی بیوی کو بدکاری پر مجبور کرے تو پھر آپ کیا فرماتے ہیں؟ تو ایسی صورت میں بیوی طلاق لے لے اور یہاں اس آیت سے استدلال درست نہ ہو گا کیونکہ جس درجے رخصت لونڈی کو ہے، اسی درجے رخصت آزاد عورت کو بھی ہو تو یہ شریعت سے ثابت کرنا مشکل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آزاد عورت اور لونڈی کا سماجی مقام ایک نہیں ہے لہذا دونوں کا حکم بالکل برابر نہیں ہے جیسا کہ بدکاری کی صورت میں دونوں کی سزا برابر نہیں ہے اگرچہ سزا میں مماثلت ضرور موجود ہے۔

## میاں بیوی کا وائٹس ایپ ویڈیو کال پر پوشیدہ جسمانی اعضاء کا ظاہر کرنا

بیرون ملک مقیم بعض دوستوں کا سوال ہے کہ میاں بیوی بعض اوقات وائٹس ایپ ویڈیو کال پر فحش گفتگو کرتے ہیں اور ایک دوسرے پر اپنے جسم کے بعض اعضاء کو ظاہر بھی کرتے ہیں تو کیا یہ سب جائز ہے؟

جواب: میاں بیوی کے لیے ایک دوسرے سے نہ تو فحش گفتگو منع ہے اور نہ ایک دوسرے کے جسم کو دیکھنا۔ قرآن مجید کے بیان کے مطابق دونوں ایک دوسرے کا لباس ہیں لہذا ایک دوسرے کا جسم مکمل طور دیکھ سکتے ہیں۔ ایسی تمام روایات ثابت نہیں ہیں کہ جن میں یہ موجود ہے کہ شوہر کے لیے اپنی بیوی یا بیوی کے لیے اپنے شوہر کی شرم گاہ (sex organs) کو دیکھنا جائز نہیں ہے۔ لیکن یہاں ممانعت کا پہلو شرعی نہیں ہے بلکہ نفسیاتی اور معاشرتی ہے۔ میں عموماً جوڑوں کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ وہ جب اکیلے میں مکمل بے لباس ہوں تو بھی ایک لمبی چادر اپنے اوپر اوڑھ لیں۔ مجھے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ یہ چادر لینے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ سیکس دماغ کو نہ چڑھے گا، خاص طور مرد کے۔ اور اگر سیکس مرد کے دماغ پر چڑھ جائے تو اسے یا تو سرعت انزال ہو جائے گا یا پھر اس کے سیکس میں اجڈپن (aggressiveness) آجائے گی۔ قرآن مجید نے بھی جو میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس کہا ہے تو اس سے یہی سمجھ آتی ہے کہ وہ لباس میں ہوتے ہوئے ایک ہو جاتے ہیں یعنی ایک لباس میں ہوتے ہوئے ان کے جسم کا کوئی عضو ایک دوسرے سے پوشیدہ یا چھپا ہوا نہیں رہ جاتا۔

اسی طرح جب فزیکلی میاں بیوی ایک دوسرے کے جسمانی اعضاء کو دیکھ سکتے ہیں تو ویڈیو میں بھی دیکھ سکتے ہیں، اس میں کوئی شرعی ممانعت نہیں ہے۔ لیکن ممانعت کی اصل وجہ معاشرتی ہے کہ اس طریقے میں اس ویڈیو یا آڈیو کے لیک (leak) ہو جانے یا غیر محفوظ ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ تو پھر کیا کریں؟ حل تو وہی ہے کہ میاں بیوی ساتھ رہیں۔ اور اگر فی الحال ایسا ممکن نہیں ہے تو پھر کیا حل ہے؟ ان حالات میں صبر کرنا اور روزے رکھنا، خاص طور اس شخص کے لیے جو نماز بھی مشکل سے پڑھ پاتہ ہو، قابل عمل مشورہ نہیں ہے۔ دو چار دن صبر کر لے گا، پھر؟

اس کا حل بعض لوگوں نے یہ نکالا کہ ہم کسی ایسی ایپ سے کہ جس سے آواز بدل جاتی ہو، آواز بدل کر گفتگو کر لیتے ہیں۔ اور اسی طرح ویڈیو کال میں بھی اپنا چہرہ ظاہر نہیں ہونے دیتے، صرف پرائیوٹ پارٹس دیکھ لیتے ہیں، کہ چہرے کے بغیر کوئی شناخت باقی نہیں رہ جاتی کہ جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ یہ ہماری ہی ویڈیو ہے۔ اس پر میں یہی کہوں گا کہ اس کے شرعی طور ممنوع ہونے کی کوئی دلیل میرے علم میں تو کم از کم نہیں ہے البتہ ممانعت کی کل وجہ وہی ہے جو میں اوپر بیان کر چکا ہوں۔ اور اب یہ میرا میدان نہیں ہے بلکہ ایک کمپیوٹر سائنسٹس بہتر طور بیان کر سکتا ہے کہ واٹس ایپ ویڈیو کال کس حد تک محفوظ ہے اور کس حد تک نہیں۔

ویسے اگر غیر محفوظ ہونے کی بات کریں تو اب تو کچھ بھی محفوظ نہیں ہے۔ آپ اپنے پارٹنر کے ساتھ بیڈ روم میں ہیں اور آپ کے پاس سائینڈ ٹیبل پر آپ کا موبائل پڑا ہے تو اس کا مائیکروفون اور کیمرہ آپ دونوں کی پرائیوٹ گفتگو اور حرکات و سکنات کو کیچ کر کے آگے کسی ہیکر کو پہنچا سکنے کا ذریعہ بن سکتا ہے اور یہ کوئی تھیوری نہیں ہے، اس کی باقاعدہ تصدیق اس میدان کے بعض ماہرین نے کی ہے۔ تو ہم صرف امکان کی بات نہیں کر رہے کہ امکان کی دنیا تو بہت وسیع ہے بلکہ یہ کہ عملاً ایسا ہو رہا ہو یعنی واٹس ایپ ویڈیو کال لیک ہو رہی ہو یا کسی تیسرے تک اس کا ڈیٹا پہنچ رہا ہو یا کہیں ویب سرور پر وہ محفوظ ہو رہا ہو اور وہاں سے اس کے چوری ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں ایسی ویڈیو کالز سے اجتناب ہی بہتر محسوس ہوتا ہے کہ اس میں خود میاں بیوی ہی کا بھلا ہے۔ لیکن اگر انہوں نے مجبوری میں ایسا کر لیا ہے تو اس کا کوئی شرعی گناہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم

**ایمپوریم مال سے جوڑوں کی فحش ویڈیو لیک اور اس پر جاری مباحثہ**

ٹوئٹر سے خبر ملی کہ کچھ دن پہلے ایمپوریم مال سینما ہال، لاہور میں دو تین نوجوان جوڑے نائٹ وژن سینما میں مووی دیکھتے ہوئے آپس میں فحش حرکات کرتے پائے گئے تو سینما میں لگے سی۔سی۔ٹی۔وی (CCTV) سے لی گئی ان کی ویڈیو سوشل میڈیا پر عام کر دی گئی۔ اب اس وقت ٹوئٹر پر دو طرفہ بحث جاری ہے۔ کچھ لوگ سینما کی بعض انتظامیہ کی طرف سے کیے گئے اس اقدام کو درست کہہ رہے ہیں کہ اس سے بہتوں کو سبق ملے گا اور آئندہ ایسی حرکتیں کم ہوں گی جبکہ بعض

اسے غیر اخلاقی حرکت کا نام دے رہے ہیں کہ دوسروں کی پرائیویسی کو عام کرنا درست نہیں ہے۔ بعض نے یہ بھی کہا کہ وہ میاں بیوی بھی تو ہو سکتے ہیں۔

ٹوئٹر پر اس ویڈیو کی تصاویر لوگوں نے شیئر کر رکھی ہیں جو نظر سے گزریں اور وہ بہت ہی نامناسب تصاویر ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر وہ میاں بیوی بھی تھے تو انہیں ایسی حرکتیں سینما ہال میں نہیں کرنی چاہئیں تھیں، اس کے لیے ان کے گھر میں بیڈ روم موجود ہے۔ تو غلطی دونوں طرف موجود ہے۔ جب وہ خود ایک ہال کی چھت کے نیچے ایسی حرکتیں کر رہے ہیں کہ جہاں اور بھی کچھ لوگ موجود ہیں یا ہو سکتے ہیں تو انہوں نے تو اپنی پرائیویسی خود ختم کر دی ہے۔ تو اب وہ کس پرائیویسی کا رونا رورہے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ سینما کی انتظامیہ نے جو کچھ کیا، وہ بھی غلط ہے کہ دین اسلام کی تعلیم یہی ہے کہ ممکن حد تک کسی کے گناہ پر پردہ ڈالو۔

لیکن اب سینما ہال ایک عوامی مقام ہے، پارک ایک عوامی جگہ ہے، ان مقامات پر اگر پریمی جوڑے فحش حرکات کرتے ہوئے کمرے کی آنکھ میں آجاتے ہیں تو اس میں ان کی ویڈیو بنانے والا غلط سو غلط ہے، خود ان کی غلطی زیادہ بڑی ہے کہ بھی اتنی بھی کیا آخر آئی ہوئی تھی کہ گناہ کرنا ہی تھا تو سائیڈ پر کر لیتے۔ جب خود پبلک میں گناہ کر کے اعلان کرتے پھرتے ہو تو پھر کس پرائیویسی کا رونا روتے ہو۔ اور یہ چیز بہت تکلیف دہ ہے کہ اب عوامی مقامات پر فحش حرکات اور بدکاری بہت عام ہوتی جا رہی ہے۔ نوجوان لڑکے لڑکیوں میں فحش حرکات کے چھپانے کا ڈر، خوف اور شرم وحیا بھی ختم ہوتی جا رہی ہے۔ ہاں، انہیں صرف اپنے فیملی اور ماں باپ سے چھپانے کا ضرور ہوتا ہے کہ تعلیم کے نام پر فیس ملتی رہی، باقی کی پرواہ نہیں ہوتی۔

اور یہ سارا گند یونیورسٹیز کے گریجویٹ ہاٹلز سے پھیل رہا ہے۔ والدین کا کہنا ہے کہ ابھی ان کی پڑھنے کی عمر ہے، شادی کی نہیں۔ لیکن نوجوان بچوں کی حرکتیں بتلا رہی ہیں کہ اس کی شادی کی عمر ہے، پڑھنے کی نہیں۔ اور لڑکیوں کے پرائیوٹ ہاٹلز نے تو آت مچا رکھی ہے۔ ایک لڑکی بی۔ ایس کے نام پر چار سال دوسرے شہر میں ایک ہاسٹل میں گزار دیتی ہے۔ دوسرا تعلیم ساری سیکولر ہے، اوپر سے مخلوط تعلیم (co-education) ہے، تربیت نام کی چیز نہیں ہے، والدین کی نظر



(check and balance) نہیں ہے، بس بیٹی پر اندھا اعتماد ہے کہ اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہی ہے، گھر سے اداسی (home sickness) کا وہ شکار ہے، مجلس اس کی ٹھیک نہیں ہے، روم میٹ اس کی آزاد خیال ہے، شکاری مرد ہر جگہ بیٹھے ہیں، رہی سہی کسر پورن انڈسٹری نے پوری کر چھوڑی ہے، تو کیسے بچ کر جائے گی اور کہاں جائے گی۔ یہ آخری جملہ اس کے کلاس فیلو کا ہوتا ہے۔

جو پہلے یونیورسٹیز کی حدود میں دیکھتے تھے، اب وہ عوامی مقامات، سینما ہالز اور پارکوں میں دیکھا جا رہا ہے کہ مکمل حجاب کرنے والی لڑکیاں اور ایسی فحش حرکات کہ جیسے شرافت ان کے گھرانے کو چھو کر نہ گزری ہو۔ اس گند کو کم کرنا ہے تو اپنی لڑکیوں کو اپنے شہر میں کسی پوسٹ گریجویٹ گریجویٹ لالچ میں تعلیم دلوادیں، یا پھر ایسی یونیورسٹی میں تعلیم دلوادیں کہ جو صرف لڑکیوں کی ہو جیسا کہ پاکستان میں کوئی دس سے زائد ایسی یونیورسٹیز موجود ہیں جو صرف خواتین کی ہیں، انہیں گول کر کے معلوم کر لیں، یا پھر ایسی یونیورسٹی میں تعلیم دلوائیں کہ جہاں لڑکے لڑکیوں کی علیحدہ کلاسز (segregation) کا اہتمام ہو۔ یونیورسٹی کی تعلیم کے نام پر اس کی دنیا اور آخرت تباہ مت کریں۔ خدارا، تباہ مت کریں۔ ان کی جبلی خواہشات آپ کے اعتماد کی دیوار سے بہت بڑی ہیں، بہت بڑی ہیں۔

### غیر شادی شدہ خواتین پاکدامنی کیسے برقرار رکھیں؟

یہ سوال مردوں کی طرف سے بھی کیا جاتا ہے اور بعض اوقات خواتین کی طرف سے بھی مثلاً جن خواتین کی شادی نہ ہو سکی ہو۔ رشتہ نہ مل سکا کہ کبھی مناسب رشتہ نہیں تھا تو شادی نہیں ہوئی اور کبھی تو اپنے معیار سے کم تر بھی نہ ملا۔ تو ایسی صورت حال میں وہ پاکدامنی کی زندگی گزارنے کے لیے کیا کریں؟ اب اگر رشتہ ہی نہیں مل رہا تو ان کا کیا قصور ہے۔

جواب: شادی کا نہ ہونا ہمارے معاشرے کا ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ اس کی وجوہات اور اسباب کئی ایک ہیں؛ مذہبی و نفسیاتی بھی، سماجی و معاشی بھی اور خاندانی و روایتی بھی۔ میں تو ہمیشہ یہی کہتا ہوں کہ شادی نہ ہونے سے بہتر ہے کہ اپنے معیار سے کم تر میں شادی کر لیں کہ اس میں خیر زیادہ ہے۔ اور شادی کو جتنا لیٹ کریں گے، اتنا ہی آپ کو اپنے معیار پر کمیز و مائز کرنا پڑے گا، الا ماشاء اللہ کہ کسی

کسی کو خال خال ہی تاخیر سے شادی میں کوئی رشتہ اچھا مل جاتا ہو تو ہو۔ تو شادی انسان کی صرف ازدواجی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس کی نفسیاتی، معاشی اور معاشرتی ضرورت بھی ہے۔ مجھے تو یہی سمجھ آتی ہے کہ دنیا میں بہت سے مسائل کا حل صبر کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اللہ عزوجل نے ہر انسان کے لیے کچھ آزمائش رکھی ہے جو اسے مل کر رہنی ہے۔ بلاشبہ شادی کا نہ ہونا ایک بہت بڑی آزمائش ہے لیکن آزمائش میں صبر کے علاوہ کوئی ایسا رویہ ہمارے سامنے ہے نہیں کہ جس سے ہم اپنے نفس کو مطمئن کر سکیں۔ اگرچہ صبر کرنا آسان نہیں ہے۔ جس پر بیت رہی ہوتی ہے، وہ یہی کہہ رہا ہوتا ہے کہ آپ پر ہنسی تو دیکھتے صبر کیسے ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود ہمارے پاس اس کے علاوہ آپشن ہی کیا ہے۔

اور صبر حاصل کرنے کے لیے ایک تو اپنے ارد گرد کے انسانوں کی آزمائشوں پر غور کرے، خاص طور پر وہ آزمائشیں جو اس پر نہیں ہیں۔ اور دوسرا قرآن مجید کی صبر سے متعلق آیات کو زبانی یاد کر لے اور انہیں دہراتا رہا کرے۔ تیسرا جن لوگوں کے بارے گمان غالب ہو کہ وہ صبر کرنے میں اس سے اچھے ہیں تو کبھی کبھار ان کی صحبت میں بیٹھ کر ان کی باتیں سن لیا کرے۔ اس سب کچھ کے بعد بھی اگر اس سے کبھی کبھار کچھ کمی کوتاہی ہو جاتی ہے اور وہ اپنے نفس سے اپنی جبلی خواہش کی تکمیل کر لیتا ہے تو اللہ عزوجل سے امید ہے کہ ان حالات میں وہ اس سے درگزر کا معاملہ فرمائیں گے، واللہ اعلم۔

البتہ ایسی ہی صورت حال میں ہماری شریعت میں کچھ گنجائشیں موجود ہیں اگر تو ہمارا معاشرہ ان کو قبول کر لے۔ ان گنجائشوں میں سے ایک نکاح میسر ہے۔ نکاح میسر، وقتی نکاح ہر گز نہیں ہے جیسا کہ نکاح متعہ ہوتا ہے بلکہ یہ دائمی نکاح ہے۔ البتہ اس میں شوہر یہ شرط لگاتا ہے کہ وہ اپنی بیوی کو معین نفقے سے زیادہ خرچ یا متعین وقت سے زیادہ وقت نہیں دے گا۔ تو یہ نکاح کی کم تر صورت ہے جیسا کہ قرآن مجید نے کہا ہے کہ جن مومنین کو بدکاری میں پڑنے کا اندیشہ ہو تو وہ اگر دوسرے کی لونڈی سے نکاح کر لیں تو جائز ہے لیکن ان کے لیے بھی صبر بہتر ہے۔ تو صبر بہتر ہونے کے باوجود صبر نہ کر سکنے والوں کے لیے یہ ایک رخصت ہے۔

شہر اگر یہ شرط لگائے کہ میں بیوی کو مہینے کا تیس ہزار خرچ دوں گا، بھلے جتنا مرضی کماتا ہوں یا میں بیوی کو مہینے میں تین دن دوں گا، اس سے زیادہ نہیں اور بیوی اس شرط کو قبول کر لے تو اسے نکاح میسر کہتے ہیں جو باہمی رضامندی سے ہوتا ہے کہ عورت عقد نکاح کے موقع پر اپنا حق اپنی مرضی سے چھوڑتی ہے۔ تو نکاح میسر کو رواج دینا درست نہیں البتہ خاص کیسز میں اس کی اجازت دینے میں حرج نہیں جیسا کہ یہ کیس کہ شادی نہ ہونے سے بہتر ہے کہ شادی کسی طرح ہو جائے۔ ہمارے معاشرے میں تو لوگ گھر داماد بنا لیتے ہیں صرف اس لیے کہ بچی کی شادی ہو جائے تو یہ ان کی باہمی سیٹنگ ہے۔

شہر کا سرعت انزال کے سبب بیوی کو مطمئن نہ کر پانا اور اس کا حل

خاتون کا سوال ہے کہ ان کا شوہر سرعت انزال (premature ejaculation) کا شکار ہے جس کی وجہ سے اسے جلد انزال ہو جاتا ہے اور اس کے بعد بیوی کا دل اس عمل میں نہیں لگتا لہذا وہ مطمئن نہیں ہو پاتی اور یہ چیز اس میں اضطراب اور بے چینی پیدا کر دیتی ہے۔ اور بعض اوقات تو یہ اضطراب اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ اس عمل کے بعد روتی رہتی ہے کہ اس کے شوہر نے اسے چھوڑ بھی دیا اور اسے مطمئن بھی نہیں کر پایا۔ اس سے اس کی اس عمل سے نہ صرف دلچسپی ختم ہو گئی ہے بلکہ نفرت بھی پیدا ہو گئی ہے۔ تو اس کا حل کیا ہے؟

جواب: دیکھیں، جب ہم کسی مسئلے کو سمجھنے اور اس کے حل کی بات کرتے ہیں تو بہت سے مسائل ایسے ہیں کہ جن پر مختلف پہلوؤں سے گفتگو کر سکتے ہیں۔ اسی مسئلے کو ہم مذہب کے علاوہ سائیکالوجی اور میڈیکل سائنس کے تناظر میں بھی دیکھ سکتے ہیں۔ تو پہلے سرعت انزال کو ڈیفائن کیا جائے کہ وہ ہے کیا؟ پھر ہی تو آپ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ یہ مرض کتنوں کو لاحق ہے؟ جہاں تک میڈیکل سائنس کا تعلق ہے تو اس میں عام طور سرعت انزال سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ دخول (enter) کرنے کے بعد ایک مرد کا انزال ایک منٹ کے قریب یا اس سے پہلے ہو جائے۔ اس تعریف کے مطابق ایک ریسرچ کے مطابق امریکہ میں ہر تین میں سے ایک شخص اس بیماری میں مبتلا ہے۔ سرعت انزال کی ایک اور تعریف میں ہے کہ اگر کسی مرد کو دو منٹ سے پہلے انزال ہو

جائے تو وہ سرعت انزال میں مبتلا ہے۔ بعض حکماء اور اطباء نے اس کا دورانیہ تین منٹ بھی بیان کیا ہے کہ اس سے کم ہو تو سرعت انزال ہے اور تین سے سات منٹ ہو تو انسان صحت مند ہے۔ تو ایک منٹ سے زیادہ کے دورانیے سے اگر آپ اس بیماری کو ڈیفائن کریں گے تو مردوں کی ایک تہائی تعداد سے بھی زیادہ اس بیماری میں مبتلا ہوگی۔

تو سرعت انزال مردوں میں ایک عام مسئلہ ہے کہ جس کی وجوہات ذہنی، جسمانی اور سماجی ہو سکتی ہیں۔ ذہنی وجوہات میں مثلاً شادی کے شروع کے دن میں سیکس کی ناکامی کا خوف جو کہ اکثر مردوں میں ہوتا ہے یا بعض اوقات کس وجہ سے سیکس بہت زیادہ ذہن پر سوار ہو جائے تو یہ بھی سرعت انزال کی ایک ذہنی وجہ ہے۔ عام طور کاؤنسلنگ وغیرہ سے یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

جسمانی وجہ میں یہ ہو سکتا ہے کہ اگر آپ کے دو سیکس کے درمیان کا وقفہ بڑھ جائے تو آپ کو جلد انزال ہو جاتا ہے یعنی آپ جتنا تاخیر سے سیکس کریں گے اتنا انزال جلد ہو گا اور جتنا جلد سیکس کریں گے اتنا انزال دیر سے ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ شادی کے شروع کے دنوں میں یہ مسئلہ زیادہ ہوتا ہے اور خاص طور ان لوگوں کو کہ جنہوں نے پاک صاف زندگی گزاری ہو۔ عام طور سیکس کے عمل کو منظم کر لینے سے یہ مسئلہ ختم ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی نوجوان ہفتے میں دو مرتبہ سیکس کرے گا تو اس کو یہ مسئلہ کم ہو گا اور جو دو ہفتوں میں ایک مرتبہ سیکس کرے گا تو اسے زیادہ ہو گا۔ تو اپنے سیکس کے عمل کو ریگولر کریں۔

تیسری وجہ سماجی مسائل ہو سکتے ہیں جیسا کہ جوائنٹ فیملی سسٹم میں کسی کے آجانے کا خوف یا بچوں کے جاگ جانے کا ڈر وغیرہ بھی انسان میں عجلت پیدا کر دیتا ہے اور وہ بس کام ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ جس سے وہ اس عارضے میں مبتلا ہو جاتا ہے، وقتی طور یا پھر بار بار کرنے سے مستقل طور بھی اس کے ساتھ ایسا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

اس مسئلے کے حل کے لیے بہت سی باتیں تجویز کی جاتی ہیں۔ اگر آپ میڈیکل سائنس میں جائیں تو وہ یہ کہتے ہیں کہ آپ میڈیسن لے لیں جیسا کہ کچھ ایسی کریمیں یا اسپرے مل جاتے ہیں جو انسان کی جلد کی حساسیت کو کم کر دیتے ہیں لیکن ان کا سائیڈ ایفیکٹ یہ ہوتا ہے کہ بعض لوگوں میں

تناؤ (erection) کے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں اور وہ اچھے طریقے سے بیوی سے مباشرت (intercourse) کے قابل نہیں رہ جاتے۔ اور بعض اوقات بیوی کے ساتھ تعلق قائم کرتے ہوئے وہی کریم یا سپرے شوہر کی جلد سے بیوی کی جلد کو لگ جاتی ہے اور اس طرح بیوی میں مزید سرد مہری (frigidity) پیدا کر دیتی ہے۔ سائیکالوجی والے اس کے لیے تھیراپی کرتے ہیں یعنی سیشن لیتے ہیں کہ جس میں مریض کی کاؤنسلنگ کی جاتی ہے۔ اس میں ایٹو یہ ہے کہ یہ ایک مجلس میں ہونے والا کام نہیں ہے اور لوگ اتنے لمبے چوڑے اور وہ بھی مسلسل سیشن لینے سے اکتاہٹ محسوس کرتے ہیں یا اس کی فیس ادا کرنے سے گھبراتے ہیں یا ادا کرنے کی سکت نہیں رکھتے ہیں۔ بعض اوقات میڈیکل سائنس اور سائیکالوجی میں اس کے لیے کچھ ایکس سائز بھی تجویز کی جاتی ہے کہ جس سے انسان کے کو لہوں کے پٹھے (pelvic muscles) مضبوط ہوں اور اس کے کنٹرول میں اضافہ ہو اور اسے کیگل (kegal) ایکس سائز کہا جاتا ہے۔ گوگل ایجنز سے اس کا طریقہ دیکھا معلوم کیا جاسکتا ہے۔

اس کا مناسب ترین حل یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو وقت دے اور اپنے نفس کو مطمئن کرنے سے پہلے اس کے اطمینان کو فوکس کرے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ بیوی کے ساتھ فور پلے (fore play) میں وقت لگائے جیسا کہ پندرہ بیس منٹس۔ اس وقت میں اس کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرے۔ اور چھیر چھاڑ بھی براہ راست نازک اعضاء سے نہ کرے بلکہ پہلے اسے ڈھیر پیار کرے اور پورے جسم پر کرے۔ اس کے ساتھ اچھی باتیں کرے۔ اس کی خوب تعریفیں کرے۔ پھر کچھ وقت بعد اپنی انگلی سے اس کے بظر (clitoris) کو چھیڑے کہ جسے فنگرنگ (fingering) کہتے ہیں۔ یہ بھی آہستہ آہستہ کرے کہ اس میں سختی اور غلٹ سے اس کو خارش ہو سکتی ہے۔ بظر عورت کے نازک اعضاء میں سے وہ حصہ ہوتا ہے کہ جسے اس کا جنسی عضو (sex organ) کہتے ہیں اور اس کو چھیڑنے سے اسے لذت حاصل ہوتی ہے۔ پھر اس کے جی۔ سپاٹ (G-spot) کو چھیڑے۔ اور ان دونوں مقامات کی امیجز، گوگل ایجنز سے دیکھ لے اور ان کی پہچان حاصل کرے۔

خوشگوار ازدواجی زندگی کے لیے نفس کو راحت پہنچانا ضروری ہے!

بلاشبہ انسان کی جبلتوں میں سے سب سے قوی جبلت، جنس کی جبلت ہے اور یہ بات مانتی پڑے گی کہ اس دنیا میں یہ سب گہما گہمی اسی جبلت کے مرہون منت ہے۔ یہ جبلت اگر پوری نہ ہو پائے تو اس دنیا کو انسانوں کی اگلی نسل دیکھنا نصیب نہ ہو۔ نسل انسانی کی بقاء اور فروغ اسی جبلت کی تسکین سے وابستہ ہے۔ شاید خالق نے اسی لیے انسان میں سب سے قوی جبلت اسی کو رکھتا کہ ایک وقت مقرر تک کے لیے انسانوں کی نسل جاری رہے اور ایسا نہ ہو کہ انسان اس جبلت کو پورا نہ کرنے کے نتیجے میں دنیا میں ان ارواح کے آنے میں رکاوٹ بن جائے کہ جن کا آنا اللہ عزوجل نے ازل سے تقدیر میں لکھ دیا ہے۔

توفرائیڈ کی فائینڈنگ اس اعتبار سے بالکل درست ہے کہ انسان کی خواہشات میں سے قوی ترین خواہش یہی ہے اور اگر یہ پوری نہ ہو تو انسان کی پوری زندگی ڈسٹرب ہو جاتی ہے۔ پس فرائیڈ انسان کے اہم مسئلے کے تعین میں تو کافی حد تک صحیح ہے لیکن اس کا جو حل تجویز کرتا ہے، اس میں بالکل غلط ہے کہ اس سے وہ مسئلہ حل نہیں ہوتا ہے بلکہ مزید بڑھ جاتا ہے۔ بلاشبہ سوئس نوے شادی شدہ جوڑوں کے مسائل میں، تمام مسائل کی اصل جڑ یہی سیکس کا مسئلہ ہوتا ہے، بھلے اوپر سے ظاہری طور اپنے بیسیوں اختلافات بیان کرتے رہیں، لیکن ان تمام مسائل کے پیچھے اصل وجہ جنسی جذبے کی عدم تسکین ہی ہوتی ہے۔

ریسرچرز یہی بتلاتی ہے کہ مرد میں یہ جذبہ عورت سے قوی ہے، ایک تو اس وجہ سے بھی یہ بات سمجھ آتی ہے کہ مرد کی جسمانی ساخت ہی ایسی ہے کہ وہ اس معاملے میں فعال (active) کردار ادا کرے جبکہ عورت کی جسمانی ساخت انفعالیات (passivity) لیے ہوئے ہے۔ خاندان میں ہوتا یہی ہے کہ کچھ وجوہات مثلاً حمل، بچوں کی پیدائش، سسرال کے رویے، معاشی تنگی اور خاوند کے ساتھ اختلافات کی وجہ سے وقت کے ساتھ عورت کا جنس کا جذبہ سرد پڑتا جاتا ہے جبکہ مرد کا یہ جذبہ وقت کے ساتھ بڑھتا ہی جاتا ہے۔ ایک مرد کے لیے شادی سے پہلے شاید اپنے نفس کو کنٹرول کرنا آسان ہوتا ہے لیکن شادی کے بعد جبکہ وہ اس تعلق کا عادی ہو جاتا ہے یا اسے اپنے نفس کی تسکین کا

نشہ لگ جاتا ہے تو اس کے لیے اپنے آپ کو کنٹرول کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

عورت اکثر و بیشتر مرد کی اس کمزوری کو بھانپ لیتی ہے اور ایسی اختلافات میں مرد کی اس کمزوری کو ایکسپلائیٹ کرتی ہے اور یہ چیز مرد میں عورت کے لیے ایک نفرت کا جذبہ پیدا کر دیتی ہے یعنی مرد عورت کے ساتھ ایک ایسے تعلق میں بندھ جاتا ہے کہ جسے محبت اور نفرت کا تعلق (love-hate relationship) کہہ سکتے ہیں۔ عورت ایسا کیوں کرتی ہے تو اس کی وجوہات مختلف ہو سکتی ہیں۔ ایک بڑی وجہ شوہر کا اس کے ساتھ رویہ ہوتا ہے کہ جو اس کے نزدیک عزت والا نہیں (disrespecting) ہوتا ہے۔ اس کو مزید گہرائی میں سمجھیں تو عورت اس رویے کا بدلہ لینے کے لیے یا ویسے ہی مرد کو قابو کے تصور سے مرد کو اس ذریعے سے جھکانے کی کوشش کرتی ہے اور مرد کی فطرت میں جھکنا نہیں ہے، خاص طور عورت کے سامنے، تو اس بات کو محسوس کر کے وہ عورت سے نفرت کے ایک تعلق میں بندھ جاتا ہے۔ لیکن اس نفرت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسے اپنی بیوی سے محبت نہیں ہوتی ہے۔ اس تعلق میں جب جب مرد کی جنسی خواہش اچھی طرح سے پوری ہوتی رہتی ہے تو وہ اپنی بیوی سے خوش رہتا ہے۔ اور جب جب اس کے جنسی جذبے کی تسکین نہیں ہوتی ہے تو اسے بیوی سے شدید نفرت کا تعلق محسوس ہوتا ہے۔ آہستہ آہستہ نفرت کا یہ تعلق محبت پر غالب آ جاتا ہے۔

اس نفرت کے تعلق میں کبھی وہ دوسری شادی کی کوشش کرتا ہے کہ جس میں کبھی اولاد، کبھی خاندان، کبھی سماج اور کبھی قانون رکاوٹ بن جاتا ہے لہذا اس کی یہ کاوشیں بھی ابتدائی مراحل میں ہی دم توڑ جاتی ہیں۔ اوائل اسلام میں مردوں کو اس اعتبار سے ترجیح حاصل تھی کہ نہ صرف ان کے لیے دوسری شادی ایک عام سامانہ تھا بلکہ لونڈی سے جنسی تسکین کی آپشن بھی موجود تھی۔ لہذا اس امت کے سلف کو بہت سی وجوہات سے ان پریشان کن حالات کا سامنا نہیں تھا جن کا آج کے ایک مرد مسلمان کو سامنا ہے کہ نہ تو دوسری شادی کی آپشن قانونی اور سماجی طور باقی رہ گئی ہے اور نہ ہی لونڈی کی صورت اسے میسر ہے۔ اور اوپر سے بے حیائی کا سیلاب ہے جو عورتوں کی ٹائٹس اور فحش سائٹس وغیرہ کی صورت میں آیا ہوا ہے۔ ایسے میں ایک جری مرد تو عورتوں کا رسیا ہو جاتا ہے

اور باہر کی عورتوں سے جنسی تعلقات قائم کرتا ہے۔ اور جو اپنے مذہبی خیالات کی وجہ سے ایسا نہیں کر پاتا تو ان کی ایک بڑی تعداد بھی چٹ چٹ، بات چیت، اور نکاح کے لیے بات چیت جیسی تاویلات کے ذریعے غیر محرم سے رابطے میں رہ کر اپنے نفس کو آدھا مطمئن کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ اور جو شریف مرد ہو تو وہ پورن ایڈکشن کا شکار ہو جاتا ہے اور جو حد درجے نیک ہو تو وہ مشمت زنی میں پناہ ڈھونڈنے کی کوشش کرتا ہے۔ مجھے بہت خوف آتا ہے جب میں کسی غیر شادی شدہ یا شادی شدہ سے یہ سنتا ہوں کہ وہ پورے یقین سے مجھ سے پوچھ رہا ہوتا ہے کہ آج کے دور میں کیا کوئی مرد ایسا بھی ہو گا جو مشمت زنی نہ کرتا ہو گا یا فحش سائٹس نہ وزٹ کرتا ہو گا۔ یہ یقین کس چیز نے اس میں پیدا کیا؟ غالباً اس کی کلاس کے مردوں کے حالات نے کہ جن سے وہ ان کی مجلس میں بیٹھنے کی وجہ سے اچھی طرح واقف ہوتا ہے۔

تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ایک اہم مسئلہ کو ایڈریس نہ کرنے کی وجہ سے ہمارا خاندان کا ادارہ اور معاشرہ تباہی کے دہانے تک پہنچ چکا ہے۔ مجھے بیویوں سے جو احوال پہنچتے ہیں تو ان کے مطابق غول کے غول مردوں کے ایسے مسائل ہیں۔ اس میں ایک کام تو مردوں کی تربیت کے حوالے سے کرنے کا ہے کہ مرد اچھی طرح سمجھ لیں کہ ان کی بیوی اس معاملے میں ان کے ساتھ تعاون کرتی ہے یا نہیں، ان کے پاس اپنے گناہوں کا یہ عذر کافی عذر نہیں ہے کہ ان کی بیوی کا رویہ ایسا ایسا ہے یا وہ ان کے ساتھ تعاون نہیں کرتی ہے تو اس لیے وہ اس گناہ میں پڑ گئے۔

اللہ عزوجل نے انسانوں کو جن جبلتوں سے آزمایا ہے، ان میں سے ایک جنس کی جبلت بھی ہے۔ مردوں کو اپنے ذہن میں اچھی طرح بٹھانا ہے کہ جنس کی جبلت کی آزمائش شادی سے پہلے کم ہے اور شادی کے بعد زیادہ ہے۔ اور اگر وہ اس آزمائش میں ناکام ہو جاتے ہیں تو ان کا توکل امتحان ہی یہی ہے۔ ٹھیک ہے کہ اللہ عزوجل نے انہیں ان کے امتحان میں بہت مشکل سوال ڈال دیا ہے لیکن اس مشکل امتحان میں کامیابی کی صورت میں آخرت میں جو اجر ہے، وہ بھی تو اسی نسبت سے بہترین ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس اجر میں ان کی اس جبلت کی تسکین کا بھی بہتر طور سامان حوروں کی صورت موجود ہے۔



لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ محض حوروں کے تصور اور تسلی سے انسان کے جنسی مسائل حل نہیں ہو جاتے۔ اس کے لیے بڑا حوصلہ اور تربیت چاہیے جو بد قسمتی سے ہے نہیں۔ تو تزکیہ نفس کرنے والے مصلحین کو خاص طور اس بات کو فوکس کرنا چاہیے کہ ایک انسان جو اپنی اس جبلت کو کنٹرول کرنا چاہتا ہے اور یہ خواہش رکھتا ہے کہ اس جبلت کے فساد سے اس کی پوری شخصیت تباہ نہ ہو جائے تو وہ اسے کیسے کنٹرول کر سکتا ہے، اس کے لیے اسے گائیڈ کیا جائے، ڈائریکشن دی جائے، ذہن سازی کی جائے، ماحول دیا جائے، اسباب و وسائل مہیا کیے جائیں۔

مرد میں یہ جذبہ اتنا قوی ہے تبھی تو وہ بچوں اور گھر کی بھاری ذمہ داری اٹھالیتا ہے۔ اگر اس کی یہ جبلت اتنی قوی نہ ہوتی تو کوئی بھی مرد خاندان کی معاشی اور انتظامی ذمہ داری نہ اٹھاتا۔ تو یہ بات عورت کے سمجھنے کی بھی ہے۔ ٹھیک ہے نکاح کا اصل مقصد گھر کی ذمہ داری سنبھالنا ہے لیکن کون ہے جو ذمہ داری اپنے سر پر لینا چاہتا ہے۔ ہر شخص ذمہ داری سے بچنا چاہتا ہے کہ اس کو پورا کرنے میں نفس کی مشقت ہے۔ اور نفس کو مشقت پسند نہیں ہے لیکن وہ راحت کے تصور سے ہی یہ مشقت اٹھالیتا ہے۔ اور راحت سے مراد اس کے جنسی جذبے کی تسکین ہے۔ لہذا اگر اس کو راحت نہ ملے تو پھر وہ یہ سوچتا ہے کہ میں کس لیے بے وقوف بن کر مشقت اٹھا رہا ہوں! تو کبھی وہ حیلے بہانے سے بیوی کا خرچ روکتا ہے، کبھی بچوں کے اخراجات میں کمی کر دیتا ہے، تاکہ بیوی اس کے نفس کی راحت کا دھیان کرے کہ جس کے لیے اس نے یہ سارا بوجھ اپنے کندھوں پر اکیلے اٹھا رکھا ہے۔ لیکن بیوی ان حالات میں اسے شریعت کے سبق پڑھانے بیٹھ جاتی ہے کہ بچے تمہاری ذمہ داری ہیں، ان کا خرچ اٹھاؤ، وہ خاندان میں اس کا ڈھنڈورا پیٹتی ہے کہ اس کا مرد ذمہ دار نہیں ہے۔ مرد ذمہ دار ہوتا ہے لیکن اس نے یہ ذمہ داری کا بوجھ اس امید کے ساتھ اٹھایا ہوتا ہے کہ یہ مشقت اٹھانے کے بدلے میں اس کے نفس کو راحت ملے گی۔ اور جب وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کے نفس کو راحت نہیں مل رہی تو وہ اس ذمہ داری سے جان چھڑاتا ہے۔ وہ بچوں سے بھی لالچ ہو جاتا ہے اور ان کے مستقبل سے بھی۔ اور اس طرح خاندان کا ادارہ تباہی کی طرف چل نکلتا ہے۔

اب بیویوں کو یہ شکایات ہیں کہ مردوں کی توقعات ہی ایسی ہیں جو ہم پوری نہیں کر سکتی ہیں۔ تو

اس مسئلہ کا حل یہی ہے کہ مذہب کی تعلیمات کی روشنی میں مردوں کی جو توقعات پورا کرنے کا عورت کو حکم ہے، وہ اسے پوری کرنی چاہئیں۔ دیکھیں، اس مذہب کا عورتیں فائدہ بھی تو لے رہی ہیں۔ کیا ان کا شوہر اس مذہب کی تعلیمات ہی کی وجہ سے غیر محرم عورت سے دور نہیں رہتا۔ اگر یہی شوہر غیر مسلم ہوتا ہے تو آرام سے باہر سے منہ ماری کر لیتا اور یوں اسے بیوی کے نیچے نہ لگنا پڑتا لیکن وہ مذہب کی وجہ سے بندھ جاتا ہے لہذا اپنی خواہش باہر سے پوری نہیں کر پاتا اور گھر کے ادارے میں ایک عدم توازن پیدا ہو جاتا ہے۔ تو جہاں مرد کو مذہب نے باندھ رکھا ہے تو عورت کو بھی باندھا ہے تاکہ توازن پیدا ہو۔ اور وہ اس طرح باندھا ہے کہ جس عورت کو اس کا مرد بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے تو اس پر ساری رات فرشتے لعنت بھیجتے رہتے ہیں، یہ صحیح حدیث کے الفاظ ہیں۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جس عورت کا شوہر اس سے ناراض ہو کر رات گزارتا ہے تو اس کا خدا بھی اس سے ناراض ہو جاتا ہے اور اس وقت تک ناراض رہتا ہے جب تک کہ وہ اپنے شوہر کو راضی نہ کر لے یعنی اس کی خواہش نہ پوری کر دے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کی یہ جبلت اتنی قوی ہے کہ اگر پوری نہ ہو اور وہ اسے دبا کر رکھے یعنی غیر فطری اور غیر شرعی طریقوں سے پورا نہ کرے تو اس کی نیندیں بھی اڑ جاتی ہے۔ وہ بے چینی میں ساری ساری رات جاگتے گزار دیتا ہے۔ شادی سے پہلے اگرچہ اس جبلت کو کنٹرول کرنا آسان ہوتا ہے کہ پانی جب تک رکا ہے تو اس کے سامنے بند باندھنا آسان ہے لیکن جب پانی رواں ہو جاتا ہے اور اپنے لیے ایک رستہ بنالیتا ہے تو اب اس کو روکنا بہت مشکل ہے۔ اب اگر آپ اس کے سامنے بند باندھیں گے تو وہ دوسری طرف سے رستہ نکال لے گا کیونکہ اب اس کو بہنا آگیا۔ اب اس کو روکنے کے لیے زیادہ قوت یعنی ضبط کی ضرورت ہے۔

تو فرمانبردار عورت وہی ہے جو اپنے شوہر کے بلائے پر بستر پر آجائے۔ اور بہترین عورت وہ ہے جو اپنے شوہر کے اشارے اور ارادے کو سمجھ کر اس کی خواہش پوری کرنے پر آمادہ ہو جائے اور اسے اس معاملے میں تنگ نہ ہونے دے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ بہترین بیوی وہ ہے کہ جب اس کا شوہر اس کو دیکھے تو وہ اسے خوش کر دے۔ اب بیوی کو یہ اعتراض ہے کہ کیا میرا ہی کام شوہر کو خوش کرنا ہے یا اس کا بھی کوئی کام ہے یعنی شوہر کا بھی کہ وہ مجھے بھی خوش رکھے۔ تو جس طرح شوہر

کاسب سے بڑا حق بیوی پر یہی ہے کہ بیوی اس کے جنسی جذبے کی تسکین کا دھیان کرے کیونکہ وہ اسے کھانے کی کسر لگائے گی تو وہ باہر سے کھانا کھالے گا، کپڑے استری نہیں کرے گی تو خود کر لے گا و علیٰ ہذا القیاس کہ وہ اپنا ہر کام دیکھ سکتا ہے لیکن وہ اپنی جنسی جبلت یا خواہش کو بیوی کے بغیر پورا نہیں کر سکتا کہ اس میں شریعت کی رکاوٹ ہے۔ اب بیوی کا کہنا یہ ہوتا ہے کہ جب وہ اتنا ہی مجبور ہے تو سیدھی طرح ہو کر رہے۔ دیکھیں، یہی تو ساری گرہ ہے کہ مرد اپنا حق وصول کرنا چاہتا ہے، بغیر گرے ہوئے۔ اگر وہ اس معاملے میں بیوی کے سامنے گر جائے تو سارے مسئلے ہی حل نہ ہو جائیں۔ بلکہ بیوی کا بھی یہی مسئلہ ہے کہ وہ اپنے شوہر سے اپنا حق وصول کرنا چاہتی ہے لیکن بغیر اس کا احسان لیے۔ اور بیوی کا شوہر پر سب سے بڑا حق یہ ہے کہ شوہر اس کو خرچہ دے۔ اور شوہر کو بھی چاہیے کہ بیوی پر خرچ کرتے ہوئے اس پر احسان نہ جتلائے اور اس کو اس کا حق بغیر مانگے دیتا رہے۔ شوہر کا بھی مسئلہ یہ ہے کہ وہ بیوی کو اپنا محتاج رکھنا چاہتا ہے اور اس کے لیے وہ بھی حیلے بہانے اختیار کرتا ہے کہ کسی طرح اس کی بیوی خود منحصر نہ ہو جائے اور خرچے کے معاملے میں اس کی محتاج رہے بلکہ اس سے مانگتی رہے۔

تو شوہر کا فرض یہ ہے کہ بیوی کو اس کا خرچ دے اور حسن سلوک یہ ہے کہ بغیر مانگے دے۔ اور شوہر اگر بیوی کا خرچ اٹھا رہا ہے تو بیوی کے پاس کسی قسم کا کوئی عذر باقی نہیں رہ جاتا ہے کہ وہ شوہر کو اس حوالے سے حیلے بہانے سے ناں کرے۔ تو شوہر کا یہ حق ہے کہ جب بیوی کو بلائے تو وہ اس کی خواہش کی کسی نہ کسی طرح تسکین کر دے۔ اگر وہ حالت حیض میں ہے یا بیمار ہے تو ضروری نہیں کہ اس کے ساتھ تعلق قائم کرے لیکن کم از کم مشیت زنی وغیرہ سے تو وہ اسے مطمئن کر سکتی ہے۔ تو مطمئن کرنے کے کئی طریقے ہو سکتے ہیں بشرطیکہ وہ شوہر کی اس ضرورت کو سمجھ پائے کہ وہ اس میں مجبور ہے۔ اور شوہر کے ساتھ حسن سلوک یہ ہے کہ بیوی اس کی طلب کو محسوس کر کے خود ہی اس کے پاس چلی آئے کہ اسے بستر پر بلانے کی احتیاج بھی محسوس نہ ہو کیونکہ اس میں بعض اوقات شوہر بھی ویسی ہتک محسوس کرتا ہے جیسا کہ بیوی کو خرچ مانگنے میں ہوتی ہے۔ اصل میں دونوں اپنے اپنے پوائنٹ کو سوچ رہے ہوتے ہیں۔ اگر ایک دوسرے کے پوائنٹ کو سوچنا شروع کر دیں تو شاید دونوں

کے رویے میں بہتری آجائے۔

اسی طرح شوہر کو بھی چاہیے کہ جن باتوں سے شریعت نے منع کیا ہے، ان کا مطالبہ بیوی سے نہ کرے۔ مثلاً یہ کہ بیوی کے ساتھ دبر یعنی پاخانے کے مقام میں تعلق قائم کرنا تو اس کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے۔ دوسرا یہ کہ حالت حیض میں بیوی کے ساتھ تعلق قائم کرنا تو اس کو بھی شریعت نے حرام قرار دیا ہے۔ لیکن حالت حیض میں مباشرت (intecourse) سے منع کیا گیا ہے جبکہ حالت حیض میں مباشرت کے علاوہ سب تعلق جائز ہے جیسا کہ ایک صحیح روایت میں ہے کہ نکاح کے سب کچھ کر سکتے ہو اور نکاح سے مراد مباشرت ہے۔ اور بیوی کو بھی چاہیے کہ شوہر سے خرچ میں ایسا مطالبہ نہ کرے جو اس کی استطاعت سے بڑھ کر ہو۔

تویہ دو چیزیں تو شریعت میں صراحت سے منع ہیں۔ اس کے علاوہ ایک تیسری بیماری بعض شوہر حضرات بیویوں کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ اس تعلق کے دوران فحش ویڈیوز دیکھیں تو یہ بھی جائز نہیں ہے۔ اور چوتھی شکایت اورل سیکس کی ہے تو میری نظر میں اس سے بھی بچنا چاہیے۔ اگرچہ انسان کی شرم گاہ اس کے جسم کا ایک عضو ہی ہے اور اس عضو ہونے کے اعتبار سے وہ پاک ہی ہے لیکن جو کچھ اس شرم گاہ سے نکلتا ہے جیسا کہ مذی وغیرہ تو یہ ناپاک اور نجس مادہ ہے کہ جس سے بچنے کا حکم ہے۔ اس کی نجاست کے لیے اتنی دلیل ہی کافی ہے کہ یہ مادہ اتنا بدبودار ہوتا ہے کہ انسان اس کی بدبو سے بھی شدید کراہت محسوس کرتا ہے۔ تو انسان کے شرف کے یہ لائق نہیں ہے کہ وہ نجاست میں منہ مارے۔ البتہ کسی استثنائی کیس میں کبھی کبھار اس کی اجازت دی جاسکتی ہے اور وہ بھی ایک بڑے ضرر کو دور کرنے کے لیے۔

ایک خاتون کے شوہر لگ بھگ چار سال سے مباشرت کے قابل نہیں تھے اور علاج پر بھی آمادہ نہ تھے بلکہ جو کچھ کروالیا، اس سے زیادہ کے لیے تیار نہ ہوتے تھے۔ شادی کو کافی عرصہ ہو چکا تھا اور بچے بھی تھے لہذا علیحدگی بھی ممکن نہ تھی۔ اور اگر خاتون علیحدہ ہو بھی جائے تو کیا کرے کہ آگے شادی کی امید نہیں ہے۔ تو اب اس کے شوہر اگر اسے فنگرنگ (fingering) سے مطمئن کر دیں تو جائز ہے۔ اور اگر وہ اس سے بھی مطمئن نہ ہو پائیں تو اورل سیکس سے مطمئن کر دیں تو کیا یہ جائز ہو

گا؟ تو میری رائے میں استثنائی حالات (exceptional cases) میں کسی کو کوئی ایسا مشورہ دیا جاسکتا ہے کہ جس سے نفس کا اضطراب دور ہو جائے اور اللہ عزوجل سے امید ہے کہ اس معاملے میں درگزر فرمائیں گے کیونکہ بہر حال یہ مسئلہ علماء میں اختلافی ہے۔ البتہ عمومی فتویٰ یہی دینا چاہیے کہ اورل سیکس نجاست میں مبتلا ہونے کی وجہ سے درست نہیں ہے۔

رہی یہ بات کہ بعض عورتیں اپنے شوہروں سے یہ مطالبہ کرتی ہیں کہ وہ کنڈوم کا استعمال کریں کہ انہیں منی یعنی اسپرم سے گندگی کا احساس ہوتا ہے تو یہ عورتوں کا کوئی شرعی حق نہیں ہے۔ اگر مرد اس معاملے میں ان سے تعاون کر دیں تو یہ ان کا احسان ہو گا۔ جہاں تک بچوں کی پیدائش میں وقفہ ڈالنے کا معاملہ ہے یعنی فیملی پلاننگ کا تو اس حوالے سے کنڈوم کی نسبت کاپر۔ٹی (copper-t) کا طریقہ بہت محفوظ ہے۔ اور فیملی پلاننگ میں حرج نہیں ہے بشرطیکہ دونوں کی باہمی رضامندی سے ہو اور مستقل نہ ہو یعنی کوئی ایسا ذریعہ نہ اختیار کیا جائے کہ جس سے مستقل طور ہی بچے کی پیدائش کی صلاحیت جاتی رہے جیسا کہ بچہ دانی کا نکلوا دینا وغیرہ۔ اسی طرح اگر مرد کی خواہش پوری ہو گئی ہے اور عورت کی تسکین نہیں ہو پائی تو اس کے نفس کا اضطراب دور کرنے کے لیے مرد اورل سیکس کر سکتا ہے۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ عورت مرد کو اورل سیکس کے ذریعے تسکین پہنچائے تو اس کی تو کوئی صورت نظر نہیں آتی ہے کہ مرد میں یہ جذبہ پہلے ہی سے اتنا قوی ہوتا ہے کہ اہل کر باہر آنے کو تیار بیٹھا ہوتا ہے۔ لیکن عورت میں یہ نظام کافی پیچیدہ ہے لہذا اس کے اضطراب کو باہر نکلنے کے لیے زیادہ وقت لگتا ہے یا زیادہ مشقت اٹھانی پڑتی ہے۔ اس کی وجہ ذہنی مسائل بھی ہو سکتے ہیں اور اس کی جسمانی ساخت بھی۔ تو ایسی صورت میں مرد ایک عورت کو مطمئن کرنے کے لیے چند احتیاطوں کے ساتھ عورت کے ساتھ اورل سیکس کر لے، اس وقت جبکہ وہ اس کو چھیڑ بیٹھا ہے اور خود فارغ ہو گیا ہے اور اب وہ کسی اور ذریعے سے مطمئن بھی ہو پارہی ہے تاکہ اس کا اضطراب اس کے اندر نہ رہ جائے تو ان شاء اللہ عزوجل اس معاملے میں درگزر فرمائیں گے۔

اسی طرح عورتوں کو یہ شکایت ہوتی ہے کہ مرد ہمیں پورے کپڑے اتارنے کا کہتے ہیں جو ہم

سے ہوتا نہیں ہے۔ تو اس میں مردوں کو یہ کر لینا چاہیے کہ جب علیحدہ ہوں تو اپنے اوپر ایک بڑی چادر لے لیں اور پھر اس میں بے لباس ہو جائیں۔ لیکن مردوں کا یہ مطالبہ غیر شرعی نہیں ہے البتہ عورت کی فطری حیا اس میں رکاوٹ ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر وہ بھی اس عمل میں شریک ہو جائے اور اسے بھی حظ محسوس ہونا شروع ہو جائے تو اس کا یہ احساس جاتا رہتا ہے کہ وہ بے لباس ہے۔ اصل مسئلہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جبکہ عورت ذہنی طور اس عمل میں شریک نہ ہو اور اسے ایک کام سمجھ کر کر رہی ہو تو پھر مرد کو کسی حد تک اس کے سر د جذبات کا دھیان کر لینا چاہیے۔

اور بعض مرد عورت کو اس عمل میں شریک کرنے کے لیے کچھ ایسی حرکتیں کرتے ہیں کہ جس سے وہ اس عمل سے اور دور بھاگ جاتی ہے۔ دیکھیں، اگر اس کے ذہنی مسائل ہیں تو وہ فحش ویڈیوز دکھانے سے گرم نہیں ہوگی۔ تو اسے گرم کرنے کا یہ طریقہ درست نہیں ہے بلکہ اس کو مزید اذیت میں ڈالتا ہے۔ اگر آپ نے اسے اس عمل میں شریک کرنا ہی ہے تو پہلے اس کے ذہن کی الجھنوں کو ایڈریس کریں۔ اور اگر آپ سمجھتے ہوں کہ وہ حل ہونے والے مسائل نہیں ہیں تو پھر اسی پر مطمئن ہو جائیں کہ وہ ان مسائل کے باوجود آپ کو کسی حد تک مطمئن کر رہی ہے۔

ایک صاحب نے سوال کیا کہ کیا مرد اپنی بیوی کا دودھ پی سکتا ہے؟ تو میں نے جواب دیا کہ بس بچے کے لیے چھوڑ دے، اس کا حق نہ مارے۔ تو یہ تو مزاح میں ہو گیا لیکن یہ مناسب امر نہیں ہے کہ دودھ تو بچے کا حق ہے البتہ یہ فطری بات ہے کہ مرد کو عورت کے سینے کے ابھار میں کشش محسوس ہوتی ہے اور وہ بعض اوقات وہ اسے چوستا (sukking) کرتا ہے۔ اس سے بعض عورتوں کو شکایت ہوتی ہے کہ ہمیں اپنے شوہر سے بچے کے جیسے فیلنگ آتی ہے لہذا ہم سے یہ برداشت نہیں ہوتا ہے۔ دیکھیں، اس میں بھی اصل ایٹو یہی ہے کہ عورت کو یہ فیلنگ اسی وقت آتی ہے جبکہ وہ اس عمل کو ایک کام سمجھ کر کر رہی ہو اور اس میں شریک نہ ہو۔ تو عورت کا اس عمل میں شریک نہ ہونا بہت سے مسائل کی جڑ ہے۔ لیکن مرد کا اس کو شریک کرنے کے لیے غیر فطری طریقے اختیار کرنا بھی بے فائدہ ہوتا ہے کیونکہ اس کا شریک نہ ہونا کچھ مسائل کی وجہ سے ہے اور وہ مسائل بعض اوقات قابل حل ہوتے ہیں اور بعض اوقات نہیں ہوتے ہیں۔

عورت کے اس عمل میں شریک نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ اس میں ذہنی انتشار بہت زیادہ ہوتا ہے جیسا کہ اس عمل کے دوران اگر بچے کا کھٹکان کر ہی اس کا ذہن منتشر ہو گیا تو اسے فوکس کرنا مشکل ہو جاتا ہے لہذا عورت کو اس عمل میں شریک کرنے کے لیے جس ماحول اور حالات کی ضرورت ہوتی ہے، وہ ہر وقت انسان کو مسیر نہیں ہوتے ہیں۔ اس لیے مردوں کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ سیکس کا عمل ہر مرتبہ کامیاب ہی ہو، یہ ممکن نہیں ہے۔ کبھی وہ بہت اچھا ہو گا کہ جس میں دونوں شریک ہوں گے، کبھی وہ گزارے لائق ہو گا کہ جس میں بیوی اپنے شوہر کو مطمئن کر دے گی، اور کبھی کبھار وہ اذیت ناک بھی ہو گا کہ جس میں شوہر غیر مطمئن رہ جائے گا یا بیوی مطمئن نہیں ہو پائے گی۔

مرد جو ایک اور غلطی کرتے ہیں، وہ یہ کہ بیوی کو اس عمل میں شریک کرنے کے لیے اس کو چھیڑ بیٹھتے ہیں لیکن پھر اس کو مطمئن نہیں کر پاتے۔ تو اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کے پاس وقت نہیں ہے، وقت کم ہے، حالات نہیں ہیں، آپ جلدی میں ہیں، عجلت میں ہیں، کام پڑے ہیں، بس ضرورت پوری کرنے آئے ہیں، تو بس اپنا کام پورا کر کے سائیڈ پر ہو جائیں، اسے اپنے ساتھ شریک کرنے کے لیے چھیڑیں ناں۔ اس کا یہ تعاون کیا کم ہے کہ اس نے آپ کی ضرورت پوری کرنے کے لیے آپ کو وقت دے دیا ہے۔ تو عورت کو اس عمل میں شریک ہونے میں کچھ وقت لگتا ہے، دس سے پندرہ منٹس۔ تو آپ جلدی میں ہیں تو بس مباشرت کر کے اپنی ضرورت پوری کر لیں۔ اس کو چھیڑ کر ضرورت پوری نہ کریں ورنہ تو اس کو اضطراب میں مبتلا کر دیں گے۔ مرد کے بارے تو معروف ہے کہ اگر وہ سولی پر بھی لٹکا ہو گا تو اسے یہ خواہش محسوس ہو رہی ہو گی اور اگر اسے اس خواہش کے پورا کرنے کا موقع دیا جائے گا تو وہ ضرور پوری کر لے گا اور اس کا جسم اس کے لیے فوراً تیار بھی ہو جائے گا کہ اس کی جسمانی ساخت ہی ایسی ہے لیکن عورتوں کا معاملہ ایسا نہیں ہے لہذا اگر انہیں چھیڑا نہ جائے تو وہ اپنے شوہر کے مطمئن کیے بغیر بھی مطمئن رہتی ہیں۔

البتہ بعض عورتوں میں جنسی خواہش زیادہ ہوتی ہے بلکہ ایسے کیسز بھی سامنے آئے ہیں کہ جن میں عورت کو مرد سے شکایت تھی کہ وہ اس کی خواہش پوری نہیں کرتا ہے یعنی عورت کا مطالبہ یہ

ہوتا تھا کہ مرد اس سے زیادہ سے زیادہ تعلق قائم کرے جبکہ مرد اس سے بھاگتا تھا۔ اب اس کے پیچھے کیا نفسیات ہے واللہ اعلم لیکن ظاہری صورت حال تو ایسی ہی ہے کہ کبھی مرد پیچھے بھاگتا ہے تو کبھی عورت اس آزمائش میں مبتلا ہوتی ہے۔ اور دونوں کی برابر درجے میں یہ ضرورت نہیں بنتی ہے لہذا کسی نہ کسی کی آزمائش لگی ہی رہتی ہے۔ ایسی عورتیں اپنے شوہروں کی غیر حاضری میں جیسا کہ ملازمت کے سلسلے میں دوسرے شہر میں ہیں تو فحش ویڈیوز دیکھنے کی عادی ہو جاتی ہیں اور اس سے اپنے آپ کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ تو اس کا حل میں تو یہی تجویز کرتا ہوں کہ اس میں شوہر کو اپنی بیوی کو لعن طعن کرنے کی بجائے اسے اپنے ساتھ رکھنا چاہیے۔ جب تک شوہر اس کی ضرورت پوری کرنے کے لیے موجود نہیں ہے تو محض بیوی کو لعن طعن کرنا درست نہیں ہے۔

اسی طرح عورتوں کا اس عمل کے وقت مردوں سے کچھ منوالینے میں تو حرج نہیں ہے جیسا کہ عام طور عورتوں کی عادت ہے لیکن اس وقت کو مرد کو طعنے دینے اور نصیحتیں کرنے میں لگے رہنا بھی درست نہیں ہے۔ اس کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ شوہر اس کی لعن طعن سن کر خاموش تو ہو جاتا ہے لیکن جیسے ہی اس کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے تو ایک ہی بستر میں دوسری طرف رخ کر کے لیٹ جاتا ہے اور عورت پھر تنہائی محسوس کرنا شروع کر دیتی ہے۔ بات منوانے کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ پہلے اگلے کی ضرورت پوری کریں اور پھر اس سے بات چیت کریں تو وہ توجہ سے سنے گا بھی اور رد عمل میں بھی نہیں آئے گا۔ لیکن اس کی ضرورت کے وقت میں اپنی باتیں پہلے منوانے بیٹھ جائیں گے اور وعد و عید شروع ہو جائیں گے تو اس سے مرد ڈسٹرب ہو جائے گا کہ جیسے اب لین دین شروع ہو گیا ہے اور میاں بیوی کا تعلق لین دین کا تعلق بن جائے گا۔ اگر یہی کام مرد خرچہ دیتے وقت شروع کر دے تو بیوی کا کس قدر غصہ آئے۔

اگرچہ یہ بات درست ہے کہ میاں بیوی کا تعلق بہت حد تک لین دین کا تعلق ہی ہے کہ لینے دینے سے ہی چلتا ہے اور اگر اس میں صرف لینا یا دینا ہی دینا ہو تو پھر نہیں چل پاتا لیکن یہ ضروری ہے کہ کیا ہم اس تعلق کو لین دین کا تعلق بنانے میں تکلف سے کام لیں۔ اور شوہروں کو میں یہی نصیحت کرتا ہوں کہ اس وقت میں بیوی جتنے وعد و عید کرتی ہے وہ لغو یمن میں آتا ہے لہذا وہ کر



لیا کرو کہ اس سے اس کو کم از کم نفسیاتی اطمینان رہتا ہے کہ اس کے شوہر نے اس کی کوئی بات مان لی ہے۔ اور بعض اوقات اسی اطمینان کی وجہ سے وہ اس عمل میں بھی شریک ہو جاتی ہے۔ باقی وہ بھی اتنی خوش امید نہیں ہوتی کہ اس حالت میں کیے گئے سارے وعدے اس کا شوہر پورا کرے گا۔ لغو یمن کا مطلب ایسے وعدے ہیں کہ جن کا شریعت میں اعتبار نہیں ہے یعنی اگر آپ یہ وعدے پورا نہ کریں تو آپ پر پکڑ نہیں ہے کیونکہ یہ وعدے جس حالت میں کیے گئے ہیں تو وہ حالت مرد کے لیے حالت اضطرار ہوتی ہے۔ اور حالت اضطرار کے اپنے خاص احکامات ہیں۔ عام حالات میں ان احکامات کو جاری نہیں کرنا چاہیے۔

رہی یہ بات کہ بعض شوہر اس عمل کے دوران بیوی کو گالم گلوچ کرتے ہیں تو یہ جائز نہیں ہے۔ رہی فحش گفتگو تو اس میں حرج نہیں ہے لیکن بیوی کی تذلیل اور تحقیر، بھلے زبان سے ہو یا عمل سے، تو یہ جائز نہیں ہے۔ اس کی نفسیاتی وجہ کیا ہو سکتی ہے؟ تو مجھے یہاں ایڈ لر کی فلاسفی یاد آتی ہے کہ جس نے یہ کہا ہے کہ انسان کا اصل مسئلہ اس کی تفوق کی جبلت (urge to dominate) ہے کہ وہ دوسروں پر غلبہ پانا چاہتا ہے۔ تو اس عمل میں عورت چونکہ انفعالی (passive) حالت میں ہوتی ہے تو عین ممکن ہے کہ جس مرد میں حب تفوق یعنی دوسروں پر غالب آنے کی محبت زیادہ ہو یا بیوی پر وہ پرانے غصے نکالنا چاہتا ہو تو وہ اس قسم کی حرکات کا ارتکاب کرے۔ بہر حال بعض گفتگو اور بعض عمل نہ تو توہین کہلا سکتے ہیں اور نہ ہی تحقیر میں شمار ہوتے ہیں لیکن بعض اقوال و اعمال کو تذلیل میں شمار کیا جاسکتا ہے جیسا کہ بیوی کو اس عمل کے دوران گالی دینا ہے یا مار پیٹ کرنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تو اس کا یہاں تک دھیان کیا ہے کہ یہ فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے منہ پر نہ مارے کہ دن میں اس پر ہاتھ اٹھائے گا تو رات میں اسی کے پاس کس منہ سے جائے گا۔

پھر بہت ضروری ہے کہ مرد اور عورت دونوں نظام آزمائش اور فلسفہ امتحان کو سمجھیں۔ اگر وہ ایسا نہیں کریں تو ان کا دین اور ایمان ایک دوسرے کے رد عمل میں ہی بنتا بگڑتا رہے گا۔ اور وہ ایمانی اور دینی اعتبار سے کیا ہیں یا کہاں کھڑے ہیں، یہ ان کے پارٹنر کا رویہ طے کر رہا ہوگا۔ اور یہ بہت ہی خطرناک صورت حال ہے کہ جس میں انسان کا ایمان داؤ پر لگ جاتا ہے جیسا کہ ایک خاتون کے سوال

کے جواب میں ہم نے اس نظام آزمائش کو یوں بیان کیا ہے۔ خاتون کا سوال تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث میں ہے کہ سجدہ تعظیمی اگر جائز ہوتا تو میں بیویوں سے کہتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کریں۔ تو ان کا کہنا ہے کہ میں کوئی لبرل فیمینسٹ نہیں ہوں لیکن مجھے یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ نبی محترم نے شوہر کو اتنا زیادہ مقام کیوں دینے کا کہا جبکہ وہ بھی تو ایک مخلوق ہی ہے تو ایک مخلوق کو دوسری مخلوق پر ایسی ترجیح کیوں؟ محض اس لیے کہ شوہر عورت کو رہنے کے لیے گھر دیتا ہے اور اس کا خرچ اٹھاتا ہے؟ لیکن ایسا تو کوئی بھی کر سکتا ہے جیسا کہ بعض اوقات بیوہ ماں اپنے بچوں کے لیے کرتی ہے، بڑی بہن اپنے چھوٹے بھائیوں کے لیے کرتی ہے۔ تو مرد عورت کا نگران اور حاکم کی طرح ہے یہ تو سمجھ میں آتا ہے لیکن اتنا درجہ کس بات پر کہ نبی کریم نے عورت کو اسے سجدہ بھی کرنا جائز سمجھ لیا؟

جواب: بہت اچھا سوال ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیوی کو یہ حکم دیا نہیں ہے کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے بلکہ یہ کہا کہ اگر سجدہ جائز ہوتا تو میں بیوی کو کہتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ ایک دوسری روایت میں "مِنْ عِظَمِ حَقِّهِ عَلَيْهَا" کے الفاظ ہیں یعنی شوہر کو اللہ نے عورت پر جو فضیلت دی ہے، یہ سجدہ کرنے کے حکم کی وجہ ہوتی۔ یہی بات قرآن مجید نے ان الفاظ میں کہی ہے: ﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْنَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ﴾۔ ترجمہ: اور ان عورتوں کے لیے حقوق بھی ہیں جیسا کہ ان کے فرائض ہیں، عرف کے مطابق، اور مردوں کو ان پر ایک درجہ فضیلت حاصل ہے۔

تو یہ نکتہ سمجھنا ضروری ہے کہ اللہ عزوجل نے اس دنیا میں ہر انسان کی آزمائش مختلف رکھی ہے۔ تو عورت کی آزمائش اور امتحان وہ نہیں ہے جو مرد کی آزمائش اور امتحان ہے۔ عورت سے اس کی آزمائش اور امتحان میں یہ مطلوب ہے کہ وہ اپنی آزمائش اور امتحان میں کامیاب ہو کر دکھائے۔ اور مرد سے اس کی آزمائش اور امتحان میں یہ مطلوب ہے کہ وہ اس میں کامیاب ہو کر دکھائے۔ تو عورت کا امتحان ہی یہی ہے کہ اس نے اپنے جیسے مرد کی اطاعت کر کے دکھانا ہے۔ اللہ نے اسے آزمائش ہی یہی ڈالی ہے۔ اور اسی امتحان اور آزمائش کو اس کی کامیابی کا معیار قرار دیا ہے جیسا کہ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ جو عورت پانچ وقت نماز پڑھ لے، تیس روزے رکھ لے، اپنی عزت کی حفاظت کر لے

اور اپنے شوہر کی اطاعت کر لے تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے، جنت میں داخل ہو جائے۔  
تو عورت کا یہ امتحان یا آزمائش کم نہیں ہے، یہ ماننا پڑتا ہے لیکن اللہ عزوجل اس امتحان میں کامیابی پر جو کچھ آخرت میں دے رہے ہیں، وہ بھی کم نہیں ہے، یہ بھی ماننا پڑے گا۔ عورت سے تو امتحان میں کامیابی کے لیے مطلوب ہی دو چار کام ہیں جبکہ مردوں سے تو بہت کچھ مطلوب ہے۔ تو آپ کا شوہر جیسا بھی ہے، آپ کا امتحان ہے۔ آپ کا خاوند جیسا بھی ہے، آپ کی آزمائش ہے۔ اور دنیا میں اللہ نے آپ کو امتحان اور آزمائش کے لیے ہی تو بھیجا ہے۔ باقی اب یہ نہ سوچیں کہ شوہر تو ہمارے لیے آزمائش ہیں تو ان شوہروں کی آزمائش کیا ہے؟ وہ آپ ان سے پوچھ لیں، میں اس بارے کچھ نہیں کہنا چاہتا، ایسے ہی بدنام ہو جاؤں گا۔

بہر حال اللہ عزوجل نے ہم سب کو ایک دوسرے سے آزمایا ہے۔ ابھی اولاد کو دیکھ لیں کہ انہیں یہ بات ہضم ہی نہیں ہوتی کہ سارے حقوق والدین کے رکھ دیے ہیں تو ہمارے لیے بھی کچھ ہے یا نہیں۔ بلاشبہ اولاد کے بھی حقوق ہیں اور والدین کو چاہیے کہ ان کے حقوق ادا کریں لیکن بہر حال والدین کے حقوق، اولاد کی حقوق کی نسبت زیادہ ہیں اور زیادہ بیان ہوئے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اولاد کی آزمائش اور امتحان ان کے والدین کو بنادیا گیا ہے اور ساتھ یہ کہہ دیا گیا کہ اب اس امتحان میں کامیاب ہو کر دکھاؤ۔ تو والدین کی آزمائش کیا ہے؟ تو بھی ان کی آزمائش ان کے والدین تھے۔ انہوں نے اپنے حصے کی آزمائش بھگت لی۔ اب تمہاری باری ہے۔ تو نظام امتحان اور فلسفہ آزمائش پر تھوڑا غور کریں تو یہ شبہ جاتا رہے گا۔ اب یہ شکوہ کہ اللہ عزوجل نے امتحان میں عورتوں کو بہت مشکل سوال ڈالا ہے کہ شوہر کی اطاعت کریں تو شانت رہیے، مردوں کو بھی اللہ نے کوئی آسان سوال نہیں ڈالے ہیں۔

بیوی اگر ایک شوہر سے مطمئن نہ ہو تو دوسرا شوہر کیوں نہیں کر سکتی؟

یہ ایک اچھا سوال ہے اور کئی ایک خواتین کی طرف سے مختلف اوقات میں مختلف الفاظ کی صورت میں موصول ہوا کہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض اوقات عورت یہ سمجھتی ہے کہ اس میں جنسی خواہش زیادہ ہے اور اس کا شوہر اسے مطمئن کرنے کے لیے کافی نہیں ہے، تو اب وہ اپنے

اطمینان کے لیے کیا کرے؟ کیا وہ بینڈ یا فنکر پر کیٹس کر کے اپنے آپ کو مطمئن کر سکتی ہے؟

جواب: اس حوالے سے میرے پاس جو سوالات آئے، ان میں کئی ایک صورتیں ہیں مثلاً ایک دوست نے سوال کیا ہے کہ میری بیوی مجھ سے ازدواجی تعلق کے حوالے سے بہت زیادہ ڈیمانڈ کرتی ہے اور مجھے لگتا ہے کہ میں اس کی ڈیمانڈ پوری نہیں کر سکتا، میں اب اس کے روز روز کے مطالبات سے تنگ آ گیا ہوں، کیا کروں؟ تو میں نے اس سے پوچھا کہ کیا وہ ازدواجی تعلق کے علاوہ بیوی کو پیار وغیرہ کرتا رہتا ہے تو اس کا جواب تھا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ یہ کام بڑھادو کہ چلتے پھرتے میں اسے پیار کرو جیسا کہ اگر وہ کچن میں ہے تو اس کے ساتھ کھڑے ہو گئے، اسے پیار کر لیا، کچھ چھو لیا، اس کی گردن میں اپنے بازو جمائل کر لیے وغیرہ وغیرہ۔ اس نے کچھ عرصہ ایسا ہی کیا تو کسی حد تک اس کی بیوی کا مطالبہ کم ہوتا چلا گیا۔ اصل میں اس کی بیوی اس سے رومانس کی ڈیمانڈ کر رہی تھی لیکن وہ اسے سیکس سمجھ رہا تھا اور اس کیس میں بیوی کو خود بھی معلوم نہ تھا کہ ہلکے پھلکے رومانس ہی سے اس کے نفس نے مطمئن ہو جانا ہے۔ تو بعض صورتوں میں بیوی سے رومانس بڑھادینے سے یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے کہ شوہر کے رومانس نہ کرنے سے یہ مسئلہ پیدا ہو رہا ہوتا ہے۔ اور رومانس بیوی کی ایک بنیادی ترین ضرورت ہے۔ رومانس سے آسان الفاظ میں مراد بیوی کو توجہ دینا ہے یا اس سے محبت کا اظہار کرنا ہے، تو لا بھی ہے اور عملاً بھی۔

دوسری صورت یہ ہے کہ شوہر دوسرے شہر یا ملک میں ہے لہذا دونوں کی ملاقات ہی کم ہوتی ہے اور مہینوں یا سالوں بعد ملتے ہیں تو ایسے میں بیوی کو کمی محسوس ہونا فطری بات ہے۔ ایسے کیسز میں میرا مشورہ ایک ہی ہوتا ہے کہ میاں بیوی کو ایک ساتھ رہنا چاہیے، نہیں تو علیحدگی لے لیں۔ اگر ایک ساتھ نہیں رہنا تو شادی کس لیے کی ہے۔ اور میاں بیوی دونوں کی ضرورت صرف سیکس ہی نہیں ہے بلکہ ان کی اور بھی معاشرتی اور نفسیاتی ضرورتیں ہوتی ہیں جو وہ ایک دوسرے کے ساتھ رہ کر پوری کر رہے ہوتے ہیں۔ شادی کے بعد لمبا عرصہ علیحدہ رہنے سے دونوں کی شخصیتیں تباہ ہو کر رہ جاتی ہیں اور ان کے نفسیاتی مسائل بڑھ جاتے ہیں۔

ایسے بھی کیسز دیکھنے کو ملے کہ شادی کے بعد بلکہ بچوں کے بعد خاتون خانہ کسی معاشرے میں

بري طرح پھنس گئیں۔ اور ایسا نہیں ہے کہ وہ اسے اچھا سمجھ رہی تھیں، انہیں احساس تھا، وہ نکلنا بھی چاہتی تھیں لیکن نکل نہیں پا رہی تھیں کہ حالات ایسے بن گئے تھے۔ اور رہی شوہر کی بات تو معروف یہی ہے کہ بیوی اگر پاس نہ ہو تو مرد تو کہیں نہ کہیں منہ ماری کر رہی لیتا ہے۔ اور شادی کے بعد تو بیوی کے بغیر پاکیزہ زندگی گزارنے کا کوئی تصور بھی نہیں۔ تو یہ مسئلہ صرف عورت کا نہیں ہے بلکہ مرد کا بھی ہے یعنی میاں بیوی دونوں کا دین اور اخلاق داؤ پر لگ جاتا ہے۔ تو چار پیسے کم کمالیں لیکن یہ کہ میاں بیوی کو ایک ساتھ ہی رہنا چاہیے۔

ایک تیسری صورت بھی بعض اوقات سامنے آتی ہے جو اگرچہ کم ہے کہ بیوی اپنے شوہر کے پاس ہے لیکن پھر بھی اس سے مطمئن نہیں ہے۔ مطمئن نہ ہونے کی ایک وجہ تو یہ ہوتی ہے کہ شوہر اپنی شادی سے غلط حرکتوں میں پڑا ہلکا اس کے بقول جنسی کمزوری میں مبتلا ہے تو اس کا حل تو یہی ہے کہ شوہر اپنا علاج کروائے، جسمانی ہو یا نفسیاتی۔ دوسرا بعض اوقات شوہر نا تجربہ کار ہوتا ہے لہذا بیوی کو مطمئن نہیں کر پاتا تو بیوی یہ سمجھتی ہے کہ شاید میری خواہش حد سے بڑھی ہوئی ہے لیکن ایسا نہیں ہوتا، تو اس کا حل یہی ہے کہ شوہر علم حاصل کرے۔ تیسرا بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ دونوں میں عمر کا فرق کافی ہے کہ شوہر کی عمر زیادہ ہے اور بیوی جوان ہے۔ تو ایسے میں وہ بیوی کو مطمئن نہیں کر پاتا تو اس کا حل یہی ہے کہ بیوی علیحدگی لے لے اور کسی جوان سے شادی کر لے۔

دیکھیں، خاتون نے بڑی عمر کے شوہر کو کسی وجہ سے ترجیح دی ہے ناں کہ اس کے پاس روپیہ پیسہ ہے، وہ مضبوط (established) ہے وغیرہ وغیرہ تو اب اسے کوئی نہ کوئی کسر تو کہیں نہ کہیں لگنی ہے ناں۔ اور اگر وہ کسی نوجوان کو ترجیح دیتی ہے تو عین ممکن ہے کہ اسے وہ سماجی مقام میسر نہ آئے جو اسے کسی بڑی عمر کے شوہر کے پاس میسر آ سکتا ہے۔ تو یہ ترجیحات تو انسان خود سے طے کرتا ہے۔ تو مشورہ یہی ہے کہ ایسی عورت روپے پیسے، اسٹیٹس وغیرہ کو ترجیح نہ دے اور اپنی عمر کے لڑکے سے شادی کرے۔

تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ عورت کو دوسرا شوہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اسے صرف ایک کام کرنا ہے کہ اپنے مطمئن نہ ہونے کی وجوہات ڈھونڈنی ہیں۔ اور وہ تھوڑا سا غور کرے گی تو وہ اس

کے سامنے پڑی ہوں گے۔ اب ان وجوہات کو ختم کرنے کی کوشش کرے تو اس کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اور اگر پھر بھی بیوی مطمئن نہ ہو یا علیحدگی نہیں چاہ رہی تو شوہر اسے ہینڈ یا فنگر پریکٹس (fingering) سے مطمئن کر دے تو یہ شوہر کے لیے بہت آسان ہے اور شرعاً جائز بھی ہے۔

ایک دوست نے کمٹ کیا کہ ایسے موضوعات کو پبلک میں ڈسکس نہ کریں، انباکس میں جواب دے دیا کریں تو میں نے انہیں ان فرینڈ کر دیتا کہ میری پوسٹیں پڑھ پڑھ کر ان کا تقویٰ خراب نہ ہو۔ معلوم نہیں کہ انہیں ایسے موضوعات اچھے بھی نہیں لگتے اور پھر بھی پڑھتے ہیں۔ تو میری قارئین کے علم میں ہے کہ یہ میرا مستقل موضوع نہیں ہے۔ درحقیقت میں نے جب اس موضوع پر کوئی سنجیدہ کتاب دیکھنے کی کوشش کی تو ریس امر و ہوی جیسے لبرلز کی کتابیں سامنے آئیں جو جنسیت کے مفتی بن کر معاشرے کی رہنمائی کر رہے ہیں۔ اور مذہبی طبقے کے نزدیک ایسے موضوعات پر گفتگو کرنے سے ان کا تقویٰ خراب ہوتا ہے۔ لیکن کیا گفتگو نہ کرنے سے مسائل ختم ہو جائیں گے یا لوگ سوال کرنا بند کر دیں گے، ہر گز نہیں۔ تو کسی نہ کسی کو یہ کام کرنا ہے۔ اگر کوئی مذہبی ذہن کرے گا تو امید ہے کہ ان مسائل کو کوئی مثبت رخ ملے گا۔ واللہ اعلم

### بیوی کو مطمئن کرنے کے لیے سیکس ٹوائز اور ادویات کا استعمال

دوست کا سوال ہے کہ بیوی کو مطمئن کرنے کے لیے سیکس ٹوائز اور مرد کی ٹائمنگ بڑھانے کی ادویات کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

جواب: سچی بات تو یہ ہے کہ ہمارے ہاں مردوں کو یہ سیکھنے کی بہت ضرورت ہے کہ اپنی بیوی کو کس طرح مطمئن کر سکتے ہیں۔ وہ اپنی ناتجربہ کاری کی وجہ سے جب بیوی کو ازدواجی عمل میں شریک نہیں کر پاتے تو اب اس کے لیے الٹے سیدھے رستے تلاش کرتے ہیں جیسا کہ اسے پورن ویڈیوز دکھانے بیٹھ جائیں گے یا سیکس ٹوائز اور ٹائمنگ بڑھانے کی ادویات استعمال کریں گے کہ شاید اس طرح ان کی ٹھنڈی بیوی گرم ہو جائے گی اور ان کے ساتھ ازدواجی عمل میں شریک ہو جائے گی۔ تو یہ سوچ درست نہیں ہے، آپ سب سے پہلے بیوی کے ازدواجی عمل میں شریک نہ ہونے کی وجوہات پر غور کریں۔

بیوی کے ازدواجی عمل میں شریک نہ ہونے کی بڑی وجہ مرد کی عجلت اور جلد بازی ہے۔ اکثر مرد بس پانچ منٹ میں اس پورے عمل کو سمیٹنا چاہتے ہیں۔ اور مرد کی اس جلدی کی معاشرتی وجوہات بھی ہو سکتی ہیں کہ جوائنٹ فیملی سسٹم میں مشکل سے تنہائی کا وقت ملتا ہے، بچوں کے جاگ جانے کا خوف ہے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن یہ جلدی، مرد کی فطرت میں بھی ہے اور اسے اپنی تربیت سے اس میں ٹھہراؤ پیدا کرنا ہے، تبھی ازدواجی عمل میں بیوی بھی شریک ہو سکتی ہے۔ ہمارے ہاں کا المیہ ہے کہ شادی کو دس پندرہ سال گزر چکے ہوتے ہیں لیکن بیوی کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ عورت کو بھی اس عمل میں کوئی لذت (excitement) حاصل ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اور اسے ابھی تک ازدواجی عمل میں خوشی حاصل کرنے (orgasm) کا ایک تجربہ بھی حاصل نہیں ہوا ہوتا۔

عورت کے ازدواجی عمل میں شریک نہ ہونے میں اکثر و بیشتر قصور وار مرد ہوتا ہے کہ وہ ایک تو اپنی ناتجربہ کاری یا عجلت یا خود غرضی کی وجہ سے عورت کا حق بھی مارتا ہے اور دوسری طرف اس معاملے میں اس پر چڑھائی بھی کرتا ہے، کبھی عورت کے اس عمل میں شریک نہ ہونے پر اسے طعنے دے کر اور کبھی ادھر ادھر کی غلط حرکتوں مثلاً پورن ویڈیو دکھا کر۔ اور ٹائمنگ بڑھانے کی ادویات لے کر سیکس ٹوائز استعمال کر کے راغب کرنے کی کوشش میں اسے اس عمل سے مزید بیزار کر دیتا ہے۔ عورت کی اپنی ایک سائیکالوجی ہے۔ آپ اس سائیکالوجی سے اسے اس عمل میں شریک کر سکتے ہیں، زور زبردستی سے نہیں۔ تو عورت کو اس عمل میں شریک کرنے کے لیے اس عمل کو وقت دیں، کم از کم ایک گھنٹہ، جلدی جلدی منہ ماری نہ کریں۔ اسے کام سمجھ کر کریں، وقت نکال کر کریں، تو اس کی رغبت پیدا ہوگی۔ وقت عورت کی جسمانی ضرورت بھی ہے اور نفسیاتی بھی۔

پھر اس وقت میں اپنی خواہش پوری کرنے کی بجائے بیوی کو مطمئن کرنے کو فوکس کریں۔ فوراً پہلے یعنی مباشرت سے پہلے چیئر چھاڑ کو وقت دیں۔ عورت کی خوب تعریفیں کریں۔ اس کی باتوں میں اس کی حمایت کریں۔ اس کی باتیں سنیں۔ اس سے جھوٹے وعدے کریں۔ اور اس کیفیت میں جو بھی وعدے کیے جاتے ہیں، وہ لغو یمن میں شمار ہوتے ہیں، ان کا کوئی مواخذہ نہیں ہوگا، فتویٰ مجھ سے لے لیں۔ بعض نئے شادی شدہ نوجوان پوچھتے ہیں کہ وہ سرعت انزال کا شکار ہیں کہ جلد فارغ

ہو جاتے ہیں لہذا بہت پریشان ہیں کہ کیسے اپنی بیوی کو مطمئن کریں۔ دیکھیں، میری نظر میں یہ کوئی بیماری نہیں ہے، سرے سے نہیں ہے، صرف ذہنی مسئلہ ہے۔ آپ اگر اپنے ذہن کی تربیت کر لیں اور سیکس کے عمل کو تھوڑا ریگولر کر لیں، تو اس مسئلے کو کنٹرول کر سکتے ہیں۔

تو خلاصہ یہ ہے کہ اگر آپ کی بیوی ذہناتیار نہیں ہے تو پورن ویڈیوز اور سیکس ٹائمز وغیرہ اس عمل سے اس کی نفرت اور بیزاری اور بڑھادیں گے۔ تو بیوی کو اس عمل میں شریک کرنا ہے تو اس وقت میں تھوڑا سا اس کے تھلے لگانا پڑے گا، یہ حقیقت ہے۔ آپ جتنا اس کے نیچے لگے ہوں گے، وہ اتنا اس عمل میں آپ کے ساتھ شریک ہوگی۔ ہے تو یہ کڑوی گولی لیکن بیوی کو اس عمل میں شریک کرنے کا اکسیر نسخہ یہی ہے۔ عموماً بیویاں ان شوہروں کے ساتھ اس عمل میں رضامندی سے شریک نہیں ہوتی ہیں کہ جو ان پر بہت زیادہ چڑھائی کرتے ہوں۔ وہ محبت سے اس عمل میں شریک ہو سکتی ہیں اور کسی طرح نہیں۔ اور ان کی محبت یہی ہے کہ کسی طرح خاوند کو جتنا لیں کہ وہ ٹھیک ہیں اور خاوند غلط ہے۔ اور اس وقت میں اپنی غلطی سننے اور اس پر ہاں کہنے کا حوصلہ پیدا کریں۔ جو وہ کہتی ہے اس پر جی ہاں کرتے جائیں۔ جو وعدے و وعید لیتی ہے، اقرار کرتے جائیں۔ کچھ ہی عرصے میں وہ ٹھیک ہو جائے گی اور اس عمل میں شریک ہونا شروع کر دے گی۔ دوسرا اس عمل میں اپنے بجائے اسے مطمئن کرنے کو فوکس کریں اور کوشش کریں کہ وہ پہلے مطمئن ہو اور آپ بعد میں۔

جب تک ترتیب یہ رہے گی کہ آپ پہلے مطمئن ہو کر بیٹھ جائیں گے یا سائیڈ پر ہو جائیں گے تو بیوی کبھی اس عمل میں آپ کے ساتھ شریک نہیں ہوگی۔ تو مرد کا کیا ہے، وہ تو دو چار منٹ میں مطمئن ہو جاتا ہے۔ اصل مسئلہ تو بیوی کا ہے کہ اسے مطمئن ہونے کے لیے پندرہ بیس منٹس چاہئیں۔ اور یہ پندرہ بیس منٹس ضروری نہیں ہے کہ مباشرت کے ہوں کیونکہ مباشرت میں اتنی ٹائمنگ غیر فطری ہے۔ اسی غلط فہمی کی وجہ سے مرد و انیوں کی طرف بھاگتا ہے کیونکہ اس سے یہ برداشت نہیں ہو پاتا کہ وہ یہ بات سنے کہ وہ تو اپنی بیوی کو مطمئن کرنے کے قابل بھی نہیں ہے۔ تو یہ پندرہ بیس منٹس چھیڑ چھاڑ کے ہیں۔ اور چھیڑ چھاڑ کا بھی ایک طریق کار ہے، یہ نہیں کہ براہ راست ہی نازک اعضاء کو چھیڑنا شروع کر دے۔ اس حوالے سے پروفیسر ارشد جاوید صاحب کی دو



کتابیں "خوشگوار ازدواجی زندگی" مفید ہیں۔ وہ ایک اچھے ماہر نفسیات اور ماہر جنسیات ہیں۔ ان کی یہ کتابیں گول کر لیں یا ذیل کے لنک پر کلک کر کے دیکھ لیں۔<sup>1</sup>

اور اگر یہ سب کچھ کرنے کے باوجود بیوی مطمئن نہیں ہو پاتی تو مجبوری میں کوئی ایسی تدبیر کر لینے میں حرج نہیں ہے کہ جس سے بیوی کو جنسی اطمینان حاصل ہو جائے کیونکہ اگر آپ نے بیوی کو چھیڑ کر اس میں بیجان برپا کر دیا جیسا کہ اکثر مرد کرتے ہیں اور اسے مکمل طور آرگیزم حاصل نہ ہو پایا تو اس کے نفسیاتی مسائل بن جائیں گے۔ آپ کبھی سوچیں کہ آپ کو چھیڑ دیا جائے اور پھر آپ آرگیزم حاصل نہ کر پائیں تو نفس میں کس قدر بے چینی پیدا ہو جائے گی۔ تو یہی بعض اوقات عورتوں کی بھی کیفیت ہو جاتی ہے کہ مرد انہیں چھیڑ تو میٹھتے ہیں لیکن مطمئن نہیں کر پاتے۔ اور بعض اوقات تو خود عورت کو سمجھ نہیں آتی کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے اور وہ اس عمل ہی سے بیزار ہو جاتی ہے۔ اور بعض اوقات شرم حیا کی وجہ سے خاموش رہتی ہے لیکن اس عمل سے نفرت کرنا شروع کر دیتی ہے کیونکہ اس کے خیال میں اس میں خوشی صرف مرد کے لیے ہے اور عورت کا کام صرف برداشت کرنا ہے۔ اور بعض اوقات وہ خود اس عمل میں خوشی حاصل نہیں کرنا چاہتی کیونکہ وہ یہ سمجھتی ہے کہ اس طرح وہ اور شوہر اس مسئلے میں بھی برابر کے لیول پر آجائیں گے اور اس کا اونچا ہاتھ نیچے آجائے گا اور اس ذہنی مسئلے کا کوئی علاج نہیں ہے۔

تو اصل میں ازدواجی عمل میں بیوی کو مطمئن کیسے کرنا ہے، اس حوالے سے مرد کے سیکھنے کو بہت کچھ ہے بشرطیکہ کہ بیوی مطمئن ہونے کو تیار ہو۔ ورنہ تو مرد اس عمل کے ذریعے بیوی کو نفسانی اور ذہنی اذیت دے گا۔ بیوی کے کون سے مقامات ایسے ہیں کہ جن سے اس کو آرگیزم حاصل ہوتا ہے، اس کا علم حاصل کریں۔ بظر (clitoris) کیا ہے، کہاں ہے اور اس کو کیسے اور کس وقت اور کن کن طریقوں سے اور کتنی دیر تک چھیڑنا ہے کہ بیوی مطمئن ہو جائے۔ تو یہ سیکھنے سے آئے گا اور یہ سیکھنا بھی آپ نے میاں بیوی کے تجربات سے ہی ہے کیونکہ ہر جوڑے کی اپنی ایک فریکوئنسی

1

<http://www.magurdu.com/information/prof-arshad-javed-books-urdu-pdf-free-download>

ایڈ جسٹمنٹ بھی ہوتی ہے۔ اور جب وہ ایک ہو جائے تو یہ عمل دونوں کے لیے خوشی کا باعث بن جاتا ہے۔ اگر مرد یہ سب فطری کوشش نہیں کرے گا تو پھر عورت کی بیزاری کی صورت میں غیر فطری طریقوں سے اسے آمادہ کرنے کی کوشش کرے گا کہ جس سے اس کی بیزاری اور بڑھ جائے گی۔ تو وجوہات تلاش کر کے مسائل کو فطری طریقوں سے حل کرنے کی کوشش کریں تو مسائل اچھی طرح سے حل ہوں گے۔

### جنت میں سیکس اور سیکس میں جہنم

لمحہ (atheist) کا کہنا ہے کہ جہنمی جس سیکس اور شراب کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے، جنتیوں کو وہی سیکس اور شراب جنت میں دی جائے گی، یہ کیا بات ہوئی؟

جواب: پہلی نظر میں لمحہ کی بات میں کوئی اعتراض معلوم ہوتا ہے لیکن ذرا غور کریں تو اس کا اعتراض بالکل بے جا اور سطحی نوعیت کا ہے۔ جہنم میں لوگ سیکس کی وجہ سے نہیں جائیں گے بلکہ اس سیکس کی وجہ سے جائیں گے کہ جس سیکس سے انہیں منع کیا گیا تھا۔ تو اگر اس نے بیوی سے سیکس کیا ہے تو اسے دین نے صدقہ اور ثواب کا کام کہا ہے اور ایسا سیکس جنت میں جانے کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔ البتہ اگر اس نے ایسا سیکس کیا کہ جس سے اللہ عزوجل نے منع کیا تھا جیسا کہ نکاح کی بجائے زنا کیا تو ایسا سیکس جہنم میں جانے کا سبب ہے۔ اور جنت میں بھی اسی سیکس کی اجازت ہے کہ جس کی دنیا میں اجازت تھی لہذا جنت میں حوروں کو ازواج کہا گیا ہے یعنی وہ ان کی بیویاں ہوں گی۔

اسی طرح جہنمی جہنم میں جس شراب کے پینے کی وجہ سے جائے گا وہ جنتیوں کی شراب نہیں ہو گی۔ جنتیوں کی شراب کا جو وصف کتاب و سنت میں بیان ہوا ہے، وہ یہ ہے کہ اس کو زیادہ پی لینے کے بعد بھی کوئی سر درد نہ ہو گا اور نہ ہی انسان بہکی بہکی باتیں کرے گا۔ اس کا ذائقہ لذت بخش ہو گا نہ کہ تلخ اور اس کی خوشبو مشک کے جیسے ہو گی نہ کہ وہ بدبودار ہو گی۔ تو جو شراب جہنم جانے کا سبب بنے گی وہ جنت میں نہیں ہو گی۔ اور اگر آپ دنیا میں ایسی شراب پیتے ہیں کہ جو نہ تلخ ہے، نہ بدبودار، نہ اس میں نشہ ہے اور نہ زیادہ پینے سے طبیعت میں بو جھل پن پیدا ہوتا ہے تو بھی، ایسی شراب کی وجہ سے آپ ہر گز جہنم میں نہیں جائیں گے، دبا کر میسیں۔ قرآن مجید نے جنتیوں کی شراب کو "شراب

طہور "کہا ہے اور عربی میں شراب کا لفظ "مشروب" (drink) کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اور اسے "خمر" اہل عرب کی جنت میں محض رغبت بڑھانے کے لیے کہا گیا ہے ورنہ اس میں "خمر" والی بات کوئی نہ ہوگی۔



WhatsApp No: 0300-4093026

Facebook ID: <https://www.facebook.com/hm.zubair.52>

Facebook Page: <https://www.facebook.com/drhafizmuhammadzubair/>

YouTube Channel: <https://www.youtube.com/c/DrHafizMuhammadZubair>

Email: [mzubair@cuilahore.edu.pk](mailto:mzubair@cuilahore.edu.pk)